ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

5

www.tanzeem.org

28جنوری تا3فروری2014ء/26ربیع الاوّل تا3ربیع الثانی1435ھ

اس شمارے میں

محترم وزیر اعظم ذرا سوچ لیں!

تقویٰ اور معرفتِ الٰہی

جب رات کے پردے سے......

استحکام پاکستان، نفاذ اسلام اور تنظیم اسلامی کا طریق انقلاب

امت مسلمہ کا مجرم

نگاہ رسالت مآب ﷺ میں وہیؓ معتبر ٹھہرے

بہنوں، بیٹیوں اور ماؤں کے نام

سالانہ اجتماع میں شرکت سعادتیں حاصل کرنے کا نادر موقع

مکمل اور دائمی شریعت

محمد ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں اور ان کی لائی ہوئی شریعت ہر اعتبار سے مکمل اور ہر دور کے لئے واجب العمل ہے۔ شریعت کے احکام ہر قسم کے نقص سے پاک ہیں۔ ان کو استعمال کر کے شخصی معاملات کو بھی سنوارا جا سکتا ہے، ادارے اور تنظیمیں بھی چلائی جاسکتی ہیں اور بین الاقوامی معاملات بھی طے کیے جاسکتے ہیں۔

اسلامی شریعت کسی ایک وقت، کسی ایک دَور یا کسی ایک زمانے کے لیے نہیں بلکہ رہتی دنیا تک ہر وقت، ہر دور اور ہر زمانے کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ شرعی احکام اس طرح وضع کیے گئے ہیں کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کی تر و تازگی میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی اور بدلتے ہوئے حالات کے زیر اثر ان کے بنیادی قواعد و ضوابط میں کسی تبدیلی کی ضرورت پیش نہیں آتی یہ قواعد و ضوابط اتنے ہمہ گیر ہیں کہ کوئی بھی نئی صورتِ حال ان کے دائرہ کار سے باہر نہیں رہ سکتی۔

عبدالقادر عودہ شہیدؒ

سُورۃُ الحِجر | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | (آیات 44 تا 48)

لَهَا سَبۡعَةُ اَبۡوَابٍ ؕ لِكُلِّ بَابٍ مِّنۡهُمۡ جُزۡءٌ مَّقۡسُوۡمٌ ۝ اِنَّ الۡمُتَّقِيۡنَ فِىۡ جَنّٰتٍ وَّعُيُوۡنٍ ؕ ۝ اُدۡخُلُوۡهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيۡنَ ۝ وَنَزَعۡنَا مَا فِىۡ صُدُوۡرِهِمۡ مِّنۡ غِلٍّ اِخۡوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيۡنَ ۝ لَا يَمَسُّهُمۡ فِيۡهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمۡ مِّنۡهَا بِمُخۡرَجِيۡنَ ۝

آیت ۴۴ ﴿لَهَا سَبۡعَةُ اَبۡوَابٍ ؕ لِكُلِّ بَابٍ مِّنۡهُمۡ جُزۡءٌ مَّقۡسُوۡمٌ ۝۴۴﴾ ’’اس (جہنم) کے سات دروازے ہیں‘ ان میں سے ہر دروازے کا ایک حصہ ہے مقرر شدہ۔‘‘

جہنم کے ہر دروازے میں سے داخل ہونے والے جنوں اور انسانوں کو مخصوص کر دیا گیا ہے۔ ممکن ہے دروازوں کی یہ تقسیم و تخصیص گناہوں کی نوعیت کے اعتبار سے ہو۔ واللہ اعلم!

اہل جہنم کے ذکر کے بعد اب اہل جنت کا ذکر ہونے جا رہا ہے۔ موازنے اور فوری تقابل (simultaneous contrast) کا یہ انداز و اسلوب قرآن میں ہمیں جگہ جگہ ملتا ہے۔

آیت ۴۵ ﴿اِنَّ الۡمُتَّقِيۡنَ فِىۡ جَنّٰتٍ وَّعُيُوۡنٍ ۝۴۵﴾ ’’(اس کے برعکس) یقیناً متقی لوگ ہوں گے باغات اور چشموں میں۔‘‘

آیت ۴۶ ﴿اُدۡخُلُوۡهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيۡنَ ۝۴۶﴾ ’’(ان سے کہا جائے گا کہ) تم داخل ہو جاؤ ان (باغات) میں سلامتی کے ساتھ بے خوف و خطر۔‘‘

یہاں تم ہر طرح سے امن میں رہو گے‘ تمہیں کسی قسم کا کوئی اندیشہ نہیں ہوگا۔

آیت ۴۷ ﴿وَنَزَعۡنَا مَا فِىۡ صُدُوۡرِهِمۡ مِّنۡ غِلٍّ﴾ ’’اور ہم نکال دیں گے ان کے سینوں میں سے جو کچھ بھی کدورت ہوگی‘‘

یہ مضمون بالکل انہی الفاظ میں سورۃ الاعراف (آیت ۴۳) میں بھی آ چکا ہے۔ اہل ایمان کی آپس کی رنجشیں‘ کدورتیں اور شکایتیں ختم کر کے ان کے دلوں کو ہر قسم کے تکدر سے پاک کر دیا جائے گا۔

﴿اِخۡوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيۡنَ ۝۴۷﴾ ’’بھائی بھائی (بن کر وہ بیٹھے ہوں گے) تختوں پر آمنے سامنے۔‘‘

جب کسی سے ناراضگی ہو تو آدمی آنکھیں چار نہیں کرتا‘ لیکن اہل جنت کے دل چونکہ ایک دوسرے کی طرف سے بالکل صاف ہوں گے‘ اس لیے وہ آمنے سامنے بیٹھ کر ایک دوسرے سے باتیں کر رہے ہوں گے۔

آیت ۴۸ ﴿لَا يَمَسُّهُمۡ فِيۡهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمۡ مِّنۡهَا بِمُخۡرَجِيۡنَ ۝۴۸﴾ ’’نہیں پہنچے گی انہیں اس میں کوئی تھکان‘ اور نہ ہی وہ اس میں سے نکالے جائیں گے۔‘‘

اہل جنت کو جنت میں داخل ہونے کے بعد وہاں سے نکالے جانے کا کھٹکا نہیں ہوگا اور نہ ہی اس میں انہیں کسی قسم کی کوئی تکلیف یا پریشانی ہوگی۔

فرمان نبویؐ

عَنۡ عُبَادَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِضۡمَنُوۡا لِيۡ سِتًّا مِنۡ اَنۡفُسِكُمۡ اَضۡمَنۡ لَكُمُ الۡجَنَّةَ اُصۡدُقُوۡا اِذَا حَدَّثۡتُمۡ وَاَوۡفُوۡا اِذَا وَعَدۡتُّمۡ وَاَدُّوۡا اِذَا ائۡتُمِنۡتُمۡ وَاحۡفَظُوۡا فُرُوۡجَكُمۡ وَغُضُّوۡا اَبۡصَارَكُمۡ وَكُفُّوۡا اَيۡدِيَكُمۡ))

(رواہ ابن حبان والحاکم)

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دو، میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ (1) جب بات کرو تو سچ بولو (2) جب وعدہ کرو تو پورا کرو (3) جب تمہیں امین بنایا جائے تو اس (امانت) کا حق ادا کرو (4) اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرو (5) اپنی نظریں نیچی رکھا کرو (6) اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو۔‘‘

تشریح: یہ سب ایمان کی خوبیاں ہیں جو بندۂ مومن میں پیدا ہونی چاہئیں اور انہی صفات کو قرآن مجید عملِ صالح قرار دیتا ہے جو اللہ کے ہاں ایمان کے ساتھ مل کر نجات کا ذریعہ ہے۔

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

28 جنوری تا 3 فروری 2014ء جلد 23
26 ربیع الاول تا 3 ربیع الثانی 1435ھ شمارہ 5

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67-اے علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 36316638-36366638 فیکس: 36313131
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور-54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرونِ پاکستان

انڈیا ---------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ
مرزا ایوب بیگ

محترم وزیر اعظم ذرا سوچ لیں!

2014ء کے آغاز سے ہی ملک بھر میں خونریزی میں بہت شدت آ گئی ہے، ایک ہی روز میں دہشت گردی کی کئی کارروائیاں ہو رہی ہیں۔ لاشیں گر رہی ہیں اور ہر طرف انسانی خون بکھر رہا ہے۔ ہم نے ہمیشہ مسلمانوں کے درمیان خونریزی کی شدت سے مذمت کی ہے، چاہے وہ کسی بھی نوعیت کی ہو اور کسی طرف سے بھی ہو۔ ہم نے صرف مساجد میں ہونے والی دہشت گردی ہی کی مذمت نہیں کی بلکہ امام بارگاہوں اور چرچ میں ہونے والی خونریزی کو بھی غلط بلکہ انتہائی غلط اور قابل مذمت قرار دیا۔ البتہ اس فرق کے ساتھ کہ کسی ایک گروہ کو نشانہ پر رکھ لینا اور تمام دہشت گرد کارروائیاں بغیر سوچے سمجھے اور بغیر غیر جانبدارانہ تحقیق کے کسی ایک گروہ کے سر تھوپ چلے جانا درست رویہ نہیں۔ گزشتہ سال انتخابات کا انعقاد ہوا اور حکومت تبدیل ہوئی تو ہم نے بھی اس توقع کا اظہار کیا کہ شاید کوئی تبدیلی واقع ہو۔ نئی حکومت اس مسئلہ کو سنجیدگی سے لے اور اسے اپنی ترجیح اوّل بنا کر بھرپور کوشش کرے کہ خون کی ہولی مزید نہ کھیلی جائے۔ یہاں قارئین کو یہ بتانا ضروری ہے کہ عامر چیمہ جو ایک تحقیقی جرنلسٹ ہیں انہوں نے انکشاف کیا ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی نے اپنے دورِ حکومت میں پچاس کروڑ روپے کی رقم دہشت گردی کو ختم کرنے کے لیے مختص کی تھی، لیکن وہ رقم مکمل طور پر دوستوں اور عزیز و اقارب کو تحائف دینے کے لیے استعمال ہو گئی اور ایک پیسہ بھی دہشت گردی کے خاتمہ کے حوالہ سے خرچ نہ ہوا۔ موجودہ حکومت کو اس ظالمانہ بے قاعدگی اور کرپشن کا اچھی طرح علم ہے لیکن اس حوالہ سے قدم نہیں اٹھایا جا سکتا کیونکہ میثاقِ جمہوریت حائل ہے اور بقول عمران خان مک مکا کا نتیجہ ہے۔ بہرحال نئی حکومت نے فوری طور پر تحریک طالبان پاکستان سے مذاکرات کرنے کا اعلان کیا، پھر ایک اے پی سی بلائی گئی اور متفقہ طور پر فیصلہ کیا گیا کہ امن کو ایک موقع دیا جانا چاہیے۔ وزیر داخلہ چودھری نثار علی کو یہ ٹاسک دیا گیا، لیکن ہوا یہ کہ جس دن تین رکنی وفد نے مذاکرات کے لیے روانہ ہونا تھا اس سے ایک روز پہلے امریکہ نے ڈرون حملہ کر کے حکیم اللہ محسود کو نشانہ بنا ڈالا، جس پر خود وزیر داخلہ اور دوسرے حکومتی ذرائع نے اعتراف کیا کہ مذاکرات کو سبوتاژ کیا گیا ہے۔ تحریک طالبان کا ردعمل بہت شدید تھا اور انہوں نے مولوی فضل اللہ جو افغانستان میں مقیم ہیں، کو اپنا نیا سربراہ چن لیا اور مذاکرات سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد حکومت نے مذاکرات کا ڈھنڈورا تو بہت پیٹا، لیکن ہماری رائے میں کوئی عملی کام ایسا نہ کیا جس سے مذاکرات کی راہ ہموار ہو سکتی۔ یہ خبر بڑی تشویشناک تھی کہ امریکی سفیر نے ہماری حکومت کو آگاہ کر دیا تھا کہ وہ حکیم اللہ محسود کو نشانہ بنانے والے ہیں جس پر دوسری طرف سے یہ تاثر سامنے آیا کہ خود حکومت پاکستان حکیم اللہ کے قتل میں ملوث ہے۔ بہرحال یہ حقیقت ہے کہ مذاکرات کے حوالے سے حکومت ٹامک ٹوئیاں مارتی رہی لیکن ایسے اقدام نہ کیے جن سے مذاکرات کا دروازہ دوبارہ کھل سکتا۔ طالبان سے مذاکرات کا کبھی کسی کو ٹاسک دیا جاتا ہے اور کبھی کسی کو۔ مولانا سمیع الحق کو یہ ذمہ داری سونپنے کی خبر شہ سرخیوں میں لگائی گئی۔ مولانا اور وزیر اعظم کی ملاقات کی تصاویر شائع ہوئیں، لیکن جب مولانا نے حکومت کے رویہ سے مایوس ہو کر مذاکرات سے علیحدگی کا اعلان یہ کہتے ہوئے کیا کہ حکومت اس حوالہ سے سنجیدہ نہیں، تو کہہ دیا گیا کہ انہیں تو یہ ٹاسک دیا ہی نہیں گیا تھا۔ سوال یہ ہے کہ دس روز پہلے جب یہ خبریں شائع ہوئی تھیں تب اس کی تردید کیوں نہ کی گئی؟

یہاں ہم حکومت کے سامنے یہ سوال بھی رکھیں گے کہ وہ اس پہلو پر غور کرے کہ آخر اس شخص کو شہید کیوں کر دیا جاتا ہے جو سنجیدگی سے مذاکرات کے لیے دوڑ دھوپ کرتا ہے؟ ولی الرحمٰن، حکیم اللہ محسود اور حال ہی میں کراچی میں مفتی عثمان کو شہید کر دیا گیا۔ ہماری رائے میں اس کی تحقیق ہونی چاہیے کہ یہ بات قطعی طور پر نظر انداز کرنے والی نہیں ہے، کیونکہ ان قوتوں کی نشاندہی کرنے اور انہیں بے نقاب کرنا از حد ضروری ہے، وگرنہ مذاکرات اور امن کا قیام ممکن نظر نہیں آتا۔ اس بات کی تحقیق بھی ضروری ہے کہ کیا نجم سیٹھی کو الہام ہو گیا تھا کہ اس نے نواز شریف کے

حکومت سنبھالتے ہی کہہ دیا تھا کہ وزیراعظم شروع شروع میں مذاکرات کی خوب رٹ لگائیں گے اور مذاکرات کے حامیوں کا منہ بند کر کے پھر فوجی آپریشن کریں گے۔ علاوہ ازیں حکومت اپنے دوست امریکہ سے، جس کی وہ صف اوّل کی اتحادی ہے، یہ کیوں نہیں پوچھتی کہ تم نے ہم پر دہشت گردی کے وار کرنے والے اور ہمارے فور سٹار جرنیل کو شہید کرنے والے مولوی فضل اللہ کو کیوں پناہ دی ہوئی ہے؟ ہمیں بھی تو معلوم ہونا چاہیے کہ ہمارا اصل دشمن کون ہے اور کیوں ہے؟

تنظیم اسلامی کی جانب سے حکومت کو دس نکاتی فارمولا پیش کیا گیا کہ دہشت گردی کو کیسے ختم کیا جاسکتا ہے جو ہفت روزہ ندائے خلافت اور ماہنامہ میثاق میں شائع ہو چکا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مرکز کے زیر انتظام آزاد علاقوں میں اسلامی نظام کے قیام کا اعلان کر دیا جائے کہ وہاں اس کے نفاذ کے حوالہ سے کوئی پیچیدگی نہیں جو پاکستان کے بندوبستی علاقے میں ظاہر کی جاتی ہے۔ حکومت اپنی طرف سے سیز فائر کا اعلان کر دے، صرف جوابی کارروائی کرے۔ ڈرون حملے بند کرانے کی سنجیدہ اور نظر آنے والی کوشش کرے۔ افغانستان سے دراندازی کو بند کیا جائے، مزید برآں یہ کہ علمائے دیوبند کا مکمل طور پر تعاون حاصل کریں، وغیرہ وغیرہ۔ اس سے یقیناً مذاکرت کا ماحول بن جاتا، ایک فضا تیار ہو جاتی، لیکن نواز شریف حکومت مذاکرات کے حوالے سے بیان بازی تو بہت کرتی رہی، البتہ عملی طور پر کوئی ایسا قدم نہ اٹھایا جس سے مذاکرات کے حوالہ سے پیش رفت ہو سکتی۔ ہم اس بات کی کھلم کھلا حمایت کرتے ہیں کہ جو دہشت گرد موقع پر گرفتار ہوں یا جن کے بارے میں یہ ثبوت پایہ تکمیل کو پہنچ جائے کہ وہ قتل وغارت میں ملوث رہے ہیں حکومت انہیں بدترین اور قرار واقعی سزا دے، لیکن محض شک وشبہ کی بنیاد پر بعض علاقوں پر بمباری کرنا قطعی طور پر درست نہیں۔ یہ رویہ صریحاً غلط ہے کہ اگر آپ شہریوں کی سیکیورٹی کرنے میں ناکام ہوئے ہیں تو جواباً اندھا دھند بمباری کر کے ان لوگوں کو نشانہ بنا ڈالا جائے جن کے بارے میں آپ کے پاس کوئی حتمی ثبوت نہیں کہ وہ دہشت گردی میں ملوث تھے یا نہیں! یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ایک علاقے کے معصوم شہریوں کے قتل عام کے بدلے میں دوسرے علاقے کے معصوم شہریوں کا قتل عام کر دیا جائے۔ آخر خفیہ ایجنسیاں کس مرض کی دوا ہیں، وہ حقیقی مجرموں کو ڈھونڈنے میں کیوں ناکام ہیں؟

حکومت اور سیکولر عناصر بڑے زور شور سے یہ کہتے رہے ہیں کہ مذاکرات صرف اور صرف آئین کے فریم ورک میں ہوں گے۔ آئین سے ماورا اور اسے ایک طرف رکھ کر کوئی مذاکرات نہیں ہوں گے۔ ہم سمجھتے ہیں حکومت اور ان سیکولر عناصر کو بنظر غائر آئین کے مطالعہ کی ضرورت ہے۔ اگر تحریک طالبان پاکستان حکومت سے صرف یہ مطالبہ کر دے کہ آپ آئین پر مکمل طور پر اور حرف بہ حرف عمل کریں تو آئین کی درج ذیل شقوں کے حوالہ سے حکومت کے پاس کیا جواب ہوگا:

آرٹیکل 2: مذہب اسلام پاکستان کا مملکتی مذہب ہوگا۔

آرٹیکل 2(الف): قرار دادِ مقاصد مستقل احکام کا حصہ ہوگی۔

آرٹیکل 31: اسلامی طرزِ زندگی

(1) پاکستان کے مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی کے بنیادی اصولوں اور اساسی تصورات کے مطابق مرتب کرنے کے قابل بنانے کے لیے اور انہیں ایسی سہولتیں مہیا کرنے کے لیے اقدام کیے جائیں گے جن کی مدد سے وہ قرآن پاک اور سنت کے مطابق زندگی کا مطلب ذہن نشین کر سکیں۔

(2) پاکستان کے مسلمانوں کے بارے میں مملکت مندرجہ ذیل امور کے لیے کوشش کرے گی:

(الف) قرآن پاک اور اسلامیات کی تعلیم کو لازمی قرار دینا، عربی زبان سیکھنے کی حوصلہ افزائی کرنا اور اس کے لیے سہولت بہم پہنچانا اور قرآن پاک کی صحیح اور من وعن طباعت اور اشاعت کا اہتمام کرنا۔

(ب) اتحاد اور اسلامی اخلاقی معیار اور ترقی کی پابندی کو فروغ دینا اور

(ج) زکوۃ (عشر) اوقاف اور مساجد کی باقاعدہ تنظیم کا اہتمام کرنا۔

وضاحت: اس دفعہ میں حکومت پر یہ ذمہ داری عائد کی گئی ہے کہ وہ مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی اسلام کے بنیادی اصولوں اور اساسی تصورات کے مطابق بسر کرنے کے قابل بنائے اور انہیں ایسی سہولتیں بہم پہنچائے جن کی مدد سے وہ قرآن وسنت کے مطابق زندگیاں ڈھال سکیں۔ یہ عوام کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اسلام کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالنے کی ہر ممکن کوشش کریں تاکہ ایک مثالی اسلامی معاشرہ وجود میں آسکے۔

آرٹیکل 227۔قرآن اور سنت کے بارے میں احکام:

(1) تمام موجودہ قوانین کو قرآن وسنت میں منضبط اسلامی احکام کے مطابق بنایا جائے گا جن کا اس حصہ میں بطور اسلامی احکام حوالہ دیا گیا ہے اور ایسا کوئی قانون وضع نہیں کیا جائے گا جو مذکورہ احکام کے منافی ہو۔

(2) کسی مسلم فرقے کے قانونِ شخصی پر اس شق کا اطلاق کرتے ہوئے (عبارت "قرآن وسنت" سے مذکورہ فرقے کی کی ہوئی توضیح کے مطابق قرآن وسنت مراد ہوگی)۔

شق نمبر (1) کے احکام کو صرف اس طریقہ کے مطابق نافذ کیا جائے گا جو اس حصہ میں منضبط ہے۔

(3) اس حصہ میں کسی امر کا غیر مسلم شہریوں کے قوانین شخصی یا شہریوں کے بطور ان کی حیثیت پر اثر نہیں پڑے گا۔

ہم اپنے، حکومت کے اور اس ملک وقوم کے بلکہ پوری ملت اسلامیہ کے مفاد میں حکومت سے دست بستہ عرض کرتے ہیں کہ جس طالبانائزیشن سے آپ خوفزدہ ہیں اس سے بچ نکلنے کا اور اس سے نجات پانے کا صرف اور صرف ایک راستہ ہے اور وہ یہ کہ اسلام کے عادلانہ نظام کو جلد از جلد بغیر کسی تاخیر کے نافذ کر دیا جائے۔ ملک وقوم کو امن وامان بھی نصیب ہو جائے گا اور ہم غیر ملکی آقاؤں کی غلامی سے بھی نجات حاصل کر لیں گے۔

آخر میں محترم وزیراعظم! آپ سے استدعا ہے کہ ذرا سوچ لیں کہ جس آپریشن کی طرف آپ کو جذباتی انداز میں اندھا دھند دھکیلا جا رہا ہے اگر وہ ناکام ہو گیا تو پھر کیا ہوگا؟ ایک ٹی وی اینکر نے یہ انکشاف کیا ہے کہ انہوں نے جنرل کیانی جب چیف تھے تو ان سے پوچھا تھا کہ شمالی وزیرستان میں آپریشن کی کامیابی کے کتنے امکانات ہیں تو انہوں نے کہا 40 فیصد۔ قریب بیٹھے ہوئے سلیم صافی صاحب جو فاٹا اور قبائلی علاقوں کے حالات سے اچھی طرح واقف ہیں انہوں نے کہا تھا کامیابی کے صرف دس فیصد امکانات ہیں۔ پاکستان کی چھیاسٹھ سالہ تاریخ میں کوئی فوجی آپریشن کامیاب نہیں ہوا۔ 1971ء میں مشرقی پاکستان میں فوجی آپریشن کے خلاف مغربی پاکستان میں گنتی کے چند لوگ تھے، باقی ساری قوم یکسو تھی، لیکن نتیجہ کیا نکلا؟ محترم وزیراعظم! فوجی آپریشن کا حکم دینے سے پہلے ذرا سوچ لیں بلکہ اچھی طرح سوچ لیں — گیا وقت پھر ہاتھ نہیں آیا کرتا!

تقویٰ اور معرفتِ الٰہی

مومن کی زندگی اور معاشرے پر اثرات

سورۃ الحشر کے دوسرے رکوع کا مطالعہ

مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 17 جنوری 2014ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

خطبۂ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

یہ آیات جو ابھی آپ نے سماعت فرمائی ہیں وہ سورۃ الحشر کے تیسرے رکوع کی آیات ہیں۔ یہ رکوع آیت نمبر 18 تا 24 سات آیات پر مشتمل ہے۔ اس رکوع کی پہلی آیت پر پچھلے جمعہ مفصل گفتگو ہو چکی ہے۔ اس آیت کے اندر تقویٰ کی تاکید ہے۔ اس آیت میں دو مرتبہ تقویٰ کا حکم آیا۔ تقویٰ کیا ہے۔ یہ لفظ عربی زبان میں کہاں سے نکلا ہے، اس کی اصل کیا ہے، اس کا مادہ کیا ہے، تقویٰ کا اصطلاحی ولغوی مفہوم کیا ہے۔ اس پر کافی حد تک گفتگو ہو چکی ہے۔ حاصل یہ ہے کہ تقویٰ ایک طرز عمل کا نام ہے اور وہ طرز عمل یہ ہے کہ انسان ہر لمحہ اس بات کا خیال رکھے کہ کہیں اس کا دامن گناہوں، نافرمانی اور حرام کاموں میں ملوث نہ ہو۔ اس کے کسی عمل سے اللہ ناراض نہ ہو جائے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اس راستے پر چل نکلے جو آخرت میں ناکامی کی طرف لے جانے والا ہو۔ حضرت ابی ابن کعبؓ نے ایک موقع پر تقویٰ کی تشریح یوں بیان کی: ”اگر کسی شخص کو ایسے جنگل میں سے گزرنا ہو جہاں خاردار جھاڑیاں، خونخوار زہریلے جانور اور سانپ وغیرہ ہوں تو وہ قدم قدم پر اپنے دامن کو بچائے گا اور پھونک پھونک کر قدم رکھے گا، اس طرز عمل کا نام تقویٰ ہے۔“ مطلب یہ کہ دنیا میں انسان اس کا خیال رکھے کہ میرا دامن گناہ یا حرام میں کہیں آلودہ نہ ہو۔ کسی عمل سے اللہ ناراض نہ ہو۔ ایک روش یہ ہے کہ انسان کو کچھ پرواہ ہی نہیں ہے کہ کیا حرام ہے کیا حلال ہے یا اللہ کا حکم اور رسول ﷺ کا فرمان کیا ہے؟ بس جو جی میں آیا کر لیا۔ تقویٰ کے مقابلے میں یہ طرز عمل فسق ہے۔ ان دونوں کو سامنے رکھیں گے تو بات کو سمجھنے میں آسانی ہو گی۔ دراصل انسان کے اندر کچھ کمزوریاں ہیں۔ جیسا کہ سورۃ العلق میں فرمایا: ﴿اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَیَطۡغٰۤی ۙ﴿۶﴾﴾ ”انسان سرکش ہو جاتا ہے۔“

حدود سے تجاوز کرنا اس کی طبیعت کا حصہ ہے۔ بڑی آسانی سے کوئی مال ہاتھ میں آ رہا ہو خواہ حرام یا ناجائز ہو تو خود کو روکنا اس کے لیے بڑا مشکل ہوتا ہے۔ اسی طرح لوگوں کو اختیار مل جائے تو وہ فرعونیت کی طرف آ جاتے ہیں۔ دولت مل جائے تو قارون بن جاتے ہیں۔ یہ انسان کے اندر ایک طبعی کمزوری ہے۔ اسی لیے قرآن میں فرمایا: ﴿خُلِقَ الۡاِنۡسَانُ ضَعِیۡفًا ﴿۲۸﴾﴾ (النساء) ”انسان (طبعاً) کمزور پیدا ہوا ہے۔“

انسان جب پیدا کیا گیا تو اس کی طبیعت میں کچھ کمزوریوں کے پہلو رکھے گئے ہیں۔ ایک طرف اس میں ملکوتی صفات رکھی گئی ہیں تو دوسری طرف اس کے اندر پورا حیوان بھی موجود ہے یعنی حیوانی جبلت، حیوانی فطرت بھی اس کے اندر ہے۔ حیوانوں کے اندر آپ دیکھیں گے کہ ان میں کوئی morality نہیں پائی جاتی، وہاں تو جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا قانون چلتا ہے جب انسانوں کے اندر بھی کوئی morality نہ رہے تو وہ بھی یہی کچھ کرتے ہیں۔

﴿کَلَّاۤ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَیَطۡغٰۤی ۙ﴿۶﴾ اَنۡ رَّاٰہُ اسۡتَغۡنٰی ؕ﴿۷﴾﴾ ”مگر انسان سرکش ہو جاتا ہے۔ جبکہ دیکھتا ہے کہ کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔“

جب وہ دیکھتا ہے کہ اس کی کوئی پکڑ نہیں ہو رہی، وہ ایک جھوٹ بول کر بہت کچھ کما سکتا ہے یا بہت کچھ فائدے اٹھا سکتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ جھوٹ بولنے پر اس کی زبان پر آبلہ بھی نہیں پڑ رہا۔ وہ حرام کھاتا ہے لیکن اس کے پیٹ میں مروڑ نہیں اٹھتا۔ لہٰذا جب لاٹھی اس کے پاس ہو گی تو وہ اس کا ناروا استعمال کرے گا۔ اس معاملے میں جانور اور انسان میں ایک فرق ہے۔ جانور جب ظلم کرتا ہے تو اس کے اندر کوئی خلش پیدا نہیں ہوتی جبکہ انسان کے اندر اس کا پہلا سنسر ضمیر ہے۔ ضمیر انسان کو بتا رہا ہوتا ہے کہ جھوٹ بول کر میں نے فائدہ تو اٹھا لیا لیکن میں نے یہ غلط کیا ہے۔ کسی کے مال پر میں نے قبضہ کر لیا، میری جائیداد بڑھ گئی لیکن ضمیر بتا رہا ہے کہ یہ تمہارا حق نہیں تھا۔ یہ سنسر جانوروں میں نہیں ہے، انسانوں میں ہے۔ مسلمان کے لیے دوسرا سنسر خدا خوفی ہے۔ اسی لیے یہاں فرمایا: ﴿اِنَّ اِلٰی رَبِّکَ الرُّجۡعٰی ؕ﴿۸﴾﴾ ”کچھ شک نہیں کہ اس کو تمہارے پروردگار ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔“

دوسری روکنے والی شے خدا خوفی ہو گی۔ دنیا میں تو قانون نافذ کر کے آپ رکاوٹیں ڈال دیتے ہیں۔ انسان کو خیال ہوتا ہے کہ میں قانون توڑوں گا تو گرفت میں آ جاؤں گا۔ قانون خارجی عنصر ہے۔ باطنی طور پر جو شے انسان کو فسق و فجور اور ظلم و زیادتی سے روکنے والی ہے وہ یہ یقین ہے کہ ایک دن مجھے اللہ کے حضور حاضر

ہونا ہے اور اپنے عمل کا جواب دینا ہے۔ یہی احساس تقویٰ ہے۔ تقویٰ ہوگا تو معاشرے میں خیر پھیلے گا۔ پچھلی مرتبہ تقویٰ کے حوالے سے گفتگو ہوئی تھی تو ہمارے ایک ساتھی نے توجہ دلائی کہ معاشرے پر تقویٰ کے جو اثرات ہونے چاہئیں وہ بھی بیان کیے جائیں۔ دراصل اسلامی معاشرہ کی بنیاد تقویٰ پر ہے۔ آپ لوگوں کے علم میں ہے کہ خطبۂ نکاح میں حضور ﷺ نے جو چار آیات منتخب فرمائیں ان میں بھی سارا زور تقویٰ پر ہے۔ مسلمانوں کا معاشرہ ہو اور تقویٰ نہ ہو، اس کی بڑی واضح اور سب سے بڑی مثال پاکستان کا معاشرہ ہے۔ یہاں 96 فی صد مسلمان ہیں جو اللہ، آخرت اور رسول ﷺ کو مانتے ہیں۔ قرآن پر ایمان کا دعویٰ ہے۔ لیکن کرپشن کے اندر ہم دنیا کے ٹاپ ممالک میں شامل ہوتے ہیں۔ ہماری معیشت سود پر مبنی ہے۔ گھر گھر اور گلی گلی میں جوا ہے۔ دھوکہ، بددیانتی، ظلم، ناانصافی، دوسرے کا حق غصب کرنا، عدالتوں میں جا کر جھوٹا قرآن اٹھانا یہ سب کچھ۔ یہاں کثرت سے ہو رہا ہے۔ اگر تقویٰ نہیں ہے تو پھر یہی ہوگا۔ جب ایک مسلمان کے اندر خدا خوفی نہ رہے تو پھر اس کو روکنے والی کوئی شے نہیں ہے۔ اسی لیے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ((التقوىٰ ملاك الحسنات)) ’’تقویٰ تمام خیر اور حسنات کی بنیاد ہے۔‘‘ یہ نہیں ہے تو مسلمانوں کے معاشرے میں امن اور خیر نہیں ہوسکتا۔ وہ جو ایک مطلوب فضا ہونی چاہیے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے: ((اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا یَظْلِمُہٗ وَلَا یُسْلِمُہٗ)) (بخاری) ’’ہر مسلمان دوسرے کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ اسے بے یار و مددگار چھوڑتا ہے۔‘‘

دنیا کی دوسری اقوام کے اندر بھائی چارے کا تصور اور ہے Nation hood کی بنیاد پر ان میں ہمدردیاں ہوتی ہیں۔ مسلمان تو دنیا کے کسی ملک میں ہو ان کے دل تو ایک ہی طرح دھڑکتے ہیں۔ ہمارے ہاں خیر خواہی پوری دنیا کے مسلمانوں کے لیے ہے۔ اس سے بھی بڑھ کر حقیقی مسلمان کی خیر خواہی پوری انسانیت کے ساتھ ہے۔ یہ تب ہے جب واقعی تقویٰ ہو۔ یہاں ایک بات سمجھنا ضروری ہے کہ تقویٰ کے بغیر ایمان تنزلی کا شکار ہوسکتا ہے، کیونکہ ایمان اور تقویٰ کا بڑا گہرا تعلق ہے۔ ایک شخص ایمان تو لے آیا، اس کے دل نے گواہی دے دی لیکن اگر تقویٰ کی روش اختیار نہیں کر رہا، گناہوں سے نہیں بچ رہا، حرام سے نہیں بچ رہا تو پھر یہ ایمان اس کے کردار کو صحیح نہیں کرسکتا۔ ہاں اس کے ساتھ اگر وہ یہ کام شروع کرتا ہے تو اس کے ایمان میں ترقی ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ اگر وہ اپنی اصلاح کے لیے کمر بستہ نہیں ہے گناہوں سے بچنے کی شعوری کوشش نہیں کر رہا تو اس کا ایمان کمزور ہوتا جائے گا اور آہستہ آہستہ اس کے اندر نفاق کا وائرس شامل ہو جائے گا۔ جبکہ احکام دینیہ اور شریعت پر عمل، اپنے آپ کو گناہوں اور نافرمانی سے بچانے کی کوشش کے نتیجے میں ایمان کے اندر ترقی شروع ہو جاتی ہے۔ ایمان اور عمل کا بڑا باہمی تعلق ہے۔ آپ اللہ اور رسول ﷺ کے احکامات پر عمل کرنا شروع کر دیں۔ ایمان جزیٹ بھی ہوگا اور اس کے اندر اضافہ بھی ہوگا۔ اسی طرح تقویٰ جتنا زیادہ ہوگا ایمان اسی تناسب سے بڑھے گا۔ یوں ایک مومن ایمان کے بلند سے بلند درجات کی طرف بڑھتا چلا جائے گا۔ ایمان کا سب سے اونچا مقام ’’رضا‘‘ ہے جو اولیاء اللہ کو حاصل ہوتا ہے۔

﴿اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾﴾ (یونس) ’’سن رکھو کہ جو اللہ کے دوست ہیں ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔‘‘

اولیاء کی خاص صفت یہ ہوتی ہے کہ نہ ان کے لیے کوئی خوف ہے اور نہ وہ حزن سے دوچار ہوتے ہیں۔ یہ تسلیم و رضا کا مقام ہے۔ ان کے اندر ایک Stability آ جاتی ہے کہ اگر بڑے سے بڑا نقصان بھی ہو تو وہ اس کا اثر نہیں لیتے کیونکہ ان کو یہ یقین حاصل ہو جاتا ہے کہ جو کچھ ہوا اللہ کی مرضی سے ہوا اور اسی میں میری بہتری ہو گی۔ جو شخص اللہ کے ساتھ مخلص ہوگا اسے یقین ہوگا کہ اللہ مجھ سے بڑھ کر میرا خیر خواہ ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ میری خیر کس شے میں ہے۔ میرا رب مجھ سے بہتر جانتا ہے کہ جس شے میں بظاہر شر یا نقصان ہے حقیقت میں اس کے پردے میں میرے لیے کوئی خیر ہے۔ چونکہ یہ اس کا یقین ہوتا ہے لہٰذا اسے کوئی پریشانی نہیں ہوتی۔ اسی طرح اسے خوف بھی نہیں ہوتا کہ کل کیا ہوگا، کیونکہ جو ہوگا اللہ کے اذن سے ہوگا لہٰذا پریشانی کس بات کی ہے۔ اور جو بھی ہوگا اس میں کوئی نہ کوئی خیر میرے لیے اللہ کی طرف سے پوشیدہ ہوگی۔ یہ ایمان کا سب سے اونچا مقام ہے۔ ایمان کا یہ لیول حاصل کیسے ہوگا، جس کی بنیاد پر وہ اللہ کا ولی قرار پائے۔

﴿اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾﴾ (یونس) ’’(یعنی) وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگار رہے۔‘‘

جو لوگ گناہوں سے بچیں، حرام سے بچیں، اللہ کی نافرمانی سے بچیں، یہی طرز عمل ان کو ایمان کے اس مقام تک پہنچا دے گا۔ ہر مسلمان پوٹینشلی ولی اللہ بن سکتا

پریس ریلیز 24 جنوری 2014 **حافظ عاکف سعید**

شمالی وزیرستان میں فوجی آپریشن سے پہلے اس کے نتائج پر اچھی طرح غور کرلیا جائے

مفتی عثمان کو تحریک طالبان سے بامعنی مذاکرات کے لیے دوڑ دھوپ کی وجہ سے شہید کیا گیا

شمالی وزیرستان میں فوجی آپریشن سے پہلے اس کے نتائج پر اچھی طرح غور کر لیا جائے۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کی چھیاسٹھ سالہ تاریخ بتاتی ہے کہ یہاں کسی فوجی آپریشن سے مثبت نتائج برآمد نہیں ہوئے بلکہ حالات مزید خراب ہو گئے۔ انہوں نے یاد دلایا کہ 1971ء میں مشرقی پاکستان میں فوجی آپریشن کی چند گنتی کے لوگوں نے مخالفت کی تھی اور سارا مغربی پاکستان فوجی آپریشن کے حوالے سے یکسو ہو گیا تھا۔ اس کے باوجود یہ نتیجہ نکلا کہ پاکستان شکست و ریخت سے دوچار ہو گیا۔ انہوں نے کہا کہ دہشت گردی کو یقیناً مکمل طور پر ختم ہونا چاہیے لیکن فوجی آپریشن اس کا حل نہیں ہے بلکہ حکومت سنجیدگی اور خلوص سے طالبان کے ان گروپس سے مذاکرات کا آغاز کرے جو بقول حکومت کے مذاکرات کے لیے تیار ہیں۔ انہوں نے کراچی میں مفتی عثمان کی شہادت پر افسوس اور حیرت کا اظہار کیا کہ جو شخص بھی تحریک طالبان سے بامعنی مذاکرات کے لیے دوڑ دھوپ کرتا ہے اسے قتل کر دیا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مذاکرات کے خلاف کون سازش کر رہا ہے اس کی مکمل تحقیق ہونی چاہیے اور ہم سمجھتے ہیں کہ مذاکرات کے آپشن کو ختم نہیں کرنا چاہیے۔ انہوں نے مشورہ دیا کہ کسی قسم کے فوجی آپریشن سے پہلے قبائلی عمائدین اور افغانستان میں سابق سفراء سے رابطہ کرنا چاہیے۔ بلکہ وزیر اعظم پاکستان کو خود آگے بڑھ کر تحریک طالبان کے گروپس سے مذاکرات کرنے چاہییں اس لیے کہ تحریک طالبان پاکستان واضح طور پر اعلان کر چکی ہے کہ اگر حکومت خلوص اور سنجیدگی کا مظاہرہ کرے تو وہ مذاکرات کے لیے تیار ہیں۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی پاکستان)

ہے۔ ہر مسلمان مقام صدیقیت تک پہنچ سکتا ہے البتہ کوئی مقام رسالت حاصل نہیں کر سکتا کیونکہ وہ دروازہ بند ہو چکا ہے۔ ویسے بھی نبوت و رسالت کا مقام صرف اللہ کی طرف سے کسی کو عطا ہوتا تھا اس کے اندر کسب کا دخل نہیں تھا۔ لیکن صدیقیت شہادت ، صالحیت جیسے بلند درجات تک ہر بندہ مومن پہنچ سکتا ہے۔ اس کے لیے راستہ صرف تقویٰ ہے۔ چنانچہ اس تقویٰ کی تاکید قرآن مجید میں بار بار آئی ہے۔ سورۃ آل عمران کی آیت جو خطبہ نکاح میں پڑھی جاتی ہے

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ ﴿۱۰۲﴾﴾

''مومنو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے۔''

انگلی کٹا کر شہیدوں میں نام لکھوانا نہیں، بلکہ ایمان کے Highest Level تک پہنچنے کے لیے پوری کوشش کے ساتھ تقویٰ کا حق ادا کرنا ضروری ہے۔ سورۃ حشر کی آیت نمبر 18 میں انسان کے اسی طرز عمل کی وضاحت کی گئی ہے کہ ایمان لانے کے بعد کون سی شے ہے جو اُسے تقویٰ کی روش اختیار کرنے میں مددگار ہوتی ہے۔ اس آیت میں تقویٰ کی تاکید کے ساتھ آخرت کا ذکر ہے۔ ہوتا یہ ہے ایمان لانے کے بعد سب کہتے ہیں کہ آخرت ہے لیکن اصل میں وہ قلبی یقین کے ساتھ آخرت کو اپنا اصلی گھر نہیں سمجھتے بلکہ وہ اس دنیا کو اپنا اصلی گھر سمجھتے ہیں۔ قرآن میں جگہ جگہ اسی مرض کی نشاندہی لکھی گئی ہے:

﴿ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۱۶﴾﴾ ''(الاعلیٰ) مگر تم لوگ تو دنیا کی زندگی کو اختیار کرتے ہو۔''

تقویٰ کی روح یہی ہے کہ انسان کو یاد رہے مجھے آخرت میں اللہ کے حضور پیش ہونا ہے۔ اس بات کو وہ لوگ بڑی اچھی طرح جانتے ہیں جو بیرون ممالک میں کمانے جاتے ہیں۔ وہ ایک دن کے لیے بھی یہ نہیں بھولتے کہ ہمارا گھر ہمارا وہ دیس ہے جہاں ہم نے جنم لیا ہے۔ وہاں کم سے کم خرچ کریں گے سارا ادھر بھیجیں گے۔ اگر یقین ہو کہ یہ دولت اصل میں وہاں کام آنے والی ہے تو پھر وہ اس کو بینک میں جمع کرائیں گے۔ اسی طرح جنہیں یہ خیال رہتا ہے کہ ہم آخرت کے لیے زیادہ سے زیادہ سامان جمع کرلیں تو ان کے طرز عمل میں زمین آسمان کا فرق ہو جاتا ہے۔

اگلی آیت میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو فسق و فجور میں مبتلا ہوئے، فرمایا:

﴿ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۹﴾﴾ (الحشر) ''اور ان لوگوں جیسے نہ ہونا جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا تو اللہ نے انہیں ایسا کر دیا کہ خود اپنے تئیں بھول گئے۔ یہ بدکردار لوگ ہیں۔''

تقویٰ کے مقابلے میں قرآن فسق کے لفظ کو لاتا ہے۔ تقویٰ اور فسق متضاد ہیں۔ ایک وہ ہیں جنہیں آخرت کا خیال ہے اور ایک وہ ہیں جو اس کے خیال کو بالکل نظرانداز کر کے دنیا میں دندناتے پھر رہے ہیں اور جو جی میں آیا کر رہے ہیں۔ انہیں کوئی پروا نہیں کہ حلال کیا ہے حرام کیا ہے۔ ہمارے دین کی لغت میں فسق ایک بہت ہی ناپسندیدہ لفظ ہے۔ اس آیت کے حوالے سے اکثر مفسرین نے لکھا ہے کہ یہاں یہود کا ذکر ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو شریعت عطا کی تھی۔ کتاب ہدایت تورات انہیں عطا فرمائی تھی۔ لیکن جب انہوں نے اللہ کو بھلا دیا یعنی تقویٰ سے محروم ہوئے تو اللہ نے ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا۔ آخرت کو بھلانا اصل میں اللہ ہی کو بھلانا ہے۔ جب انہوں نے اللہ کو بھلایا، دین کے تقاضوں کو بھلایا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں خود اپنے آپ سے بھی غافل کر دیا۔ یعنی ایک شخص بہت سمجھدار ہے لیکن اسے یہ نہیں پتا کہ میری اصل بھلائی کس چیز میں ہے۔ میری عافیت کس میں ہے۔ میرا مستقبل کس میں ہے گویا وہ خود اپنے ہی مفادات سے غافل ہو چکا ہے۔ کیونکہ تورات کی تعلیمات کا حاصل بھی یہی ہے کہ اصل گھر آخرت کا گھر ہے، یہ دنیا آزمائش گاہ ہے، امتحان گاہ ہے۔ یہ سب کچھ جاننے کے باوجود جب وہ آخرت کو بھول گئے تو گویا اپنے اصل مفادات سے غافل ہو گئے۔ اب سب کچھ دنیا کے لیے کر رہے ہیں۔ اس سے بڑا بے وقوف اور احمق کون ہوگا جو اپنے اصل مفاد کو بھلا دے۔ کوئی شخص کمرۂ امتحان کے اندر کھیل کود میں لگ جائے اور بھول جائے کہ میں امتحان دینے کے لیے آیا ہوں تو اس سے زیادہ احمق کوئی نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے سزا کے طور پر ان کے اصل مفاد یعنی آخرت سے انہیں غافل کر دیا۔ حقیقتاً یہ ہمیں تنبیہ کی جا رہی ہے کہ تمہارا معاملہ بھی یہی ہوگا۔ یہود کے ساتھ بھی یہ ہوا تھا آج مسلمانوں کے ساتھ بھی یہ ہو رہا ہے۔ وہ زبان سے مانتے آخرت کو ہیں لیکن ساری توجہ دنیا کی طرف ہے۔ ایسے لوگوں کے بارے میں کہا گیا کہ آخرت کو بھولنے کی پاداش میں اللہ نے انہیں ان کے حقیقی مفادات سے غافل کر دیا۔ وہ جن مفادات کے حصول میں لگے ہوئے ہیں اور جنہیں وہ اپنی کامیابی کے لیے ضروری سمجھ رہے ہیں وہ دراصل آخرت میں ان کی ناکامی کا سبب بنیں گے۔ اس آیت کا یہی پیغام ہے۔ اسی آیت کے حوالے سے علامہ اقبال کہتے ہیں کہ میرے فلسفۂ خودی کی بنیاد یہی آیت ہے۔

اقبال کے مطابق اللہ کو بھلا دو گے تو اپنے اصل مقام سے بھی غافل ہو جاؤ گے۔ یعنی اللہ نے انسان کو مسجود ملائک بنایا۔ اپنا خلیفہ قرار دیا۔ اپنی اس حیثیت کو وہ تب ہی جان سکتا ہے جب وہ اللہ کو پہچانتا ہو۔ لہٰذا سب سے پہلے اللہ کو پہچاننا ضروری ہے اس کے بعد ہی اپنی ذات کا شعور حاصل ہوگا۔ علامہ اقبال کے شاگرد نذیر نیازی مرحوم ایک جگہ پر لکھتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ علامہ اقبال سے پوچھا آپ نے یہ فلسفہ خودی کہاں سے اخذ کیا۔ نذیر نیازی مرحوم کہتے ہیں میرا خیال تھا کہ نطشے یا برٹرینڈ رسل کا ذکر ہوگا۔ لیکن انہوں نے کہا کہ سورۃ الحشر کھولو اور اس کی آیت 19 کی تلاوت کرو۔ میں نے آیت تلاوت کی تو انہوں نے کہا کہ اس آیت سے میں نے یہ فلسفۂ خودی اخذ کیا ہے یعنی اللہ کو پہچانو گے تو تم پر اپنی عظمت منکشف ہوگی۔ اگر انسان اللہ سے غافل ہو جائے تو حیوانوں سے بدتر ہے۔ آج یہی معاملہ ہو رہا ہے۔ ایک طرف انسان سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی کے لحاظ سے کہاں پہنچا ہوا ہے اور دوسری طرف اپنی عظمت کے حوالے سے خود کو جانوروں کے ساتھ Equate کر رہا ہے۔ اب یہ جو بے پردگی، فحاشی اور عریانی کا سیلاب ہے اس کی بنیاد یہی تصور ہے کہ یہ تمیز اور فرق جب حیوانوں میں نہیں ہے تو پھر انسان کیوں کرتا ہے؟ گویا ان معاملات میں جانور ہمارے لیے رول ماڈل ہیں۔ اکبر الہ آبادی نے بڑی خوبصورتی سے کہا تھا۔

کہا منصور نے خدا ہوں میں
ڈارون بولا بوزنا ہوں میں

بوزنا کہتے ہیں بندر کو۔ صوفیا کے اندر جو سلوک کی منزلیں ہیں ان میں بعض مشکل مقامات بھی آتے ہیں۔ منصور حلاج اللہ تعالیٰ سے لو لگاتے لگاتے کسی موقع پر کہہ بیٹھے کہ میں ہی اللہ ہوں۔ وہ ایک بلندی کے سفر کی طرف جا رہے تھے ابھی درمیانی منزل میں تھے کہ ان کے منہ سے یہ الفاظ نکلے جو شریعت کے اعتبار سے کہنا غلط ہے۔ ایک طرف وہ انسان جو اللہ کو پہچانتا ہے وہ تو اپنے آپ کو یہاں تک پہنچا رہا ہے اور ڈارون کہہ رہا ہے کہ میرے آباء واجداد بندر تھے۔ چنانچہ اگلے شعر میں اکبر الہ آبادی نے یوں پھبتی کسی ہے

ہنس کے کہنے لگے مرے اک دوست
فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

یعنی کسی شخص کی جو فکر کی بلندی ہوتی ہے اسی کے مطابق اس کی سوچ ہوتی ہے۔ بہر حال یہ اس وقت نوع انسانی کا اصل المیہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو حیوانیت کے آخری درجے تک پہنچانے پر تلی ہوئی ہے۔ دنیا سے فائدہ کیسے اٹھایا جائے، ساری بھاگ دوڑ اسی لیے ہے لیکن اس کے ساتھ نوع انسانی کی تباہی کا سامان بھی آج کے انسان نے خود ہی کر رکھا ہے وجہ یہی ہے کہ وہ اپنی حقیقت کو بھول گیا ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ جنگی ٹیکنالوجی افغانستان، عراق میں کیسی تباہی و بربادی لائی، لاکھوں بے گناہ معصوم عوام ہلاک ہوگئے۔ یہ بڑی قوتیں جو خود کو تہذیب کی علمبردار کہتی ہیں اور امن کی ٹھیکیدار بنتی ہیں، کس قدر ظلم انہوں نے برپا کیے ہیں۔ یہ سب کچھ اللہ کو بھلانے کی وجہ سے ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ انسان فلسفۂ خودی کو سمجھے اور اپنے آپ کو پہچانے۔

جب انسان اپنی عظمت سے غافل ہوگا تو فسق و فجور میں ہی مبتلا ہوگا۔ گناہوں کا بازار گرم کرے گا۔ ہر وہ کام کرے گا جو عظمت انسانی کے منافی ہو۔ اللہ نے انسان کو جو ملکوتی صفات عطا کی ہیں ان کی نفی کرنے والے سارے کام وہ کرے گا۔ یہ عظمت قرآن کی مثال ہے کہ ڈھونڈنے والے کو کیسے کیسے حکمت کے موتی حاصل ہوتے ہیں یعنی اسی آیت سے علامہ اقبال نے فلسفۂ خودی لیا ہے۔ اقبال نے ساری دنیا کے فلسفے پڑھے، انہوں نے جرمنی میں جا کر فلسفہ پڑھا۔ لیکن آخری وقت میں ان کے سرہانے صرف قرآن مجید ہوتا تھا۔ مطلب یہ کہ آج کا انسان کتنی ترقی کر جائے لیکن اس کو حقیقت تک رسائی کے لیے قرآن ہی کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔ اس بات کا اعتراف اقبال نے اپنے اس شعر میں کیا ہے۔

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی، جو اماں ملی تو کہاں ملی
میرے جرم خانہ خراب کو تیرے عفوِ بندہ نواز میں

آج مسلمان قرآن سے بھی دور ہیں اور علامہ اقبال کی تعلیمات سے بھی دور ہیں اسی لیے خوار ہو رہے ہیں۔ اسی بات کو اقبال نے اپنے ایک شعر میں بیان کیا ہے ۔

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح معنی میں ایمان کی دولت عطا فرمائے اور ہمارے دلوں میں تقویٰ کا نور پیدا کرے۔

(مرتب: فرقان دانش)

☆☆☆

کارِ تریاقی

جب رات کے پردے سے......

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

افغانستان میں امریکہ کی ناقابل یقین پسپائی پر بجا طور پر غمزدہ رابرٹ گیٹس نے اوباما کو ہدف تنقید بنایا ہے۔ خوش فہمی کا شکار، جنت الحمقاء سے رابرٹ گیٹس نوحہ کناں ہیں کہ ابھی افغانستان سے نکلنے کی جلدی کیا تھی! پاکستان کی 12 سالہ 'خدمات' اور 'قربانیوں' کو بھی بیک قلم مسترد کر ڈالا۔ یقیناً فرض میں بندھے (boundDuty) گیٹس کی نظریاتی وفا شعاری کا تقاضا یہی تھا۔ مگر کیا کیجیے کہ حقائق ان کے خوابوں کے برعکس نہایت تلخ اور بھیانک ہو چکے تھے جسے انہی کے حاضر سروس لیفٹیننٹ کرنل ڈینیل ڈیوس نے اپنی تفصیلی رپورٹ میں بلا رو رعایت بیان کر دیا ہے۔ امریکی فوجی قیادت پر یہ بھرپور تنقیدی جائزہ، بر سرِ زمین کرنل نے افغانستان کے طول و عرض میں 9 ہزار کلومیٹر کا سفر اور 250 امریکی فوجیوں و دیگر کے انٹرویوز اور براہ راست ذاتی مشاہدات کی بنیاد پر رقم کیا ہے۔ زمینی حقائق کے برعکس اس کا کہنا ہے کہ قوم اور کانگریس سے مسلسل جھوٹ بولا جاتا رہا۔ گمراہ کن رپورٹیں، غلط اعداد و شمار امریکہ بھیجے جاتے رہے۔ یہ جنگ ہر جا امریکی پسپائی اور رسوائی کی داستان ہے۔ اس کی کلاسیفائیڈ تفاصیل امریکی سرکار کو کرنل نے فراہم کر دیں جبکہ افادہ عام کے لیے عمومی حقائق ظاہر کیے ہیں۔ یقیناً اوباما کی اصل حقائق تک رسائی تھی لہٰذا مزید انتظار کی گنجائش نہ پاتے ہوئے بالکل بروقت فیصلہ کیا۔ تاہم حیرت ہمیں عالمی میڈیا (بالعموم) اور پاکستانی میڈیا (بالخصوص) پر ہے کہ اب بھی سائنس اور ٹیکنالوجی کی خدائی کے سحر سے نہیں نکلے؟ بے پردہ حقائق کو ایمان کی آنکھ سے دیکھنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے؟ جن طالبان نے کفر کی ساری عالمی قوتوں کو دم بخود مبہوت کر رکھا ہے۔ ہمارے ہاں اب بھی ہذیانی کیفیت کے ساتھ خود فریبی میں مبتلا اینکرز، دانشور کذب و افترا، تحقیر کے طوفان اٹھانے میں کوئی کمی نہیں کرتے؟ افغانستان بھر میں امریکی سائنس اور ٹیکنالوجی کے مہیب بت کی رسوائی اور پسپائی کے مظاہر بکتر بند گاڑیوں، ہیلی کاپٹروں، ڈرونز، ہوائی جہازوں کی بکھری لاشوں کی صورت دیکھے جا سکتے ہیں۔ لیکن رابرٹ گیٹس سے بڑھ کر ہماری سول فوجی قیادت، سیاستدان دانشور 'میں نہ مانوں' State of denial میں ہیں۔ امریکہ اور مغرب کی مجموعی طاقت نے ایجادات کی مایہ ناز انواع اس جنگ میں جھونک ڈالیں۔ بری، بحری، فضائی افواج، سیٹلائٹیں، آلات جاسوسی۔ ہر حرکت پر ہلتے پتے اور سوئی تک پر نگاہ۔۔۔ ہر گفتگو پر نظر۔۔۔! چادر پوش افغان جن کی کل متاع یہی کندھے پر دھری چادر تھی۔ یہی دستر خوان، یہی جائے نماز، یہی بوقت ضرورت چیزیں اٹھانے کے لیے تھیلا، سونے کے لیے 'سلیپنگ بیگ'! رہا اسلحہ۔۔۔ تو زیادہ سے زیادہ راکٹ لانچر اور کلاشنکوف۔۔۔ پیدل مارچ۔۔۔ یا بہت ہوا تو موٹر سائیکل بمقابلہ ہموی میں بیٹھے پیمپر ڈا امریکی لدے پھندے فوجی! ۔

دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی!

کہانی سمجھنی بہت آسان تھی۔ بالخصوص ربیع الاوّل میں۔۔۔ لیکن۔۔۔ تیرے ثور و بدر کے باب کے میں ورق الٹ کر گزر گیا، مجھے صرف تیری حکایتوں کی روایتوں نے مزا دیا۔۔۔! صد شکر کہ مسلمانوں کا ایک خطہ (افغانستان) لارڈ میکالے جیسوں کے نظام تعلیم سے آزاد رہا۔ روحِ محمدؐ اس کے بدن سے اسی لیے نہ نکالی جا سکی۔ یہ معجزات صرف ان خاکی و نوری نہاد بندہ مولیٰ صفات، گروہ کے ہاتھوں برپا ہوتے ہیں۔ المیہ یہ ہے کہ فرعون کے جادوگر تو سجدہ ریز ہو کر ایمان لے آیا کرتے ہیں (آج بھی فراعنہ کا ذہین طبقہ سوئے اسلام کچے دھاگے سے بندھا چلا آ رہا ہے) لیکن بنی اسرائیل (اس دور کے مسلمان) کے قارون، مال و دولت کی دیوانی حرص میں سونے چاندی کے اسیر رہتے رہتے دھنس جاتے ہیں، نمونۂ عبرت بن جاتے ہیں، اللہ کے آگے سر نہیں جھکاتے! کفر کے ساتھی، فرعون کے اتحادی

مسلم ممالک کے قارونوں کو دیکھ لیجیے۔۔۔ٹس سے مس نہیں ہو رہے۔ عبرت کی آنکھ اندھی ہو چکی ہے۔ فکر وفلسفے کی موشگافیوں کے طومار سیرت طیبہؐ کے حوالے سے باندھے جاتے رہے۔ فلسفہ گاہوں سے سوفٹ امیج، پولے پولے اسلام کی (بھرے پیٹ) میٹھی میٹھی فلسفہ طرازیاں، شکر ہے افغانستان میں کبھی جگہ نہ پاسکیں۔ اس دوران انہوں نے پے در پے تین عالمی کفریہ طاقتوں کے قبرستان آباد کیے۔ آج مرزا غلام احمد قادیانی کی انکار جہاد کے حکم نامے کی ضرورت پیش نہ آئی۔ 'مائنس ون' (جہاد) فارمولا بڑی کامیابی سے خود پر کفر کا فتویٰ لگوائے بغیر مشینی دینی دانشوروں نے رضا کارانہ دے ڈالا۔ جہاد کو دہشت گردی قرار دے کر پوری قوم بری الذمہ ہوگئی۔ برصغیر میں یہ جنگ جو 1857ء میں شروع ہوئی مسلسل جاری ہے۔ برطانیہ کی جگہ امریکہ نے لے لی۔ برطانوی ٹوڈیوں کی جگہ انہی کی تیسری چوتھی نسل کے سیاست دانوں، سپاہ نے لے لی۔ دوسری جانب حاجی ترنگ زئی، فقیر اپی، شیخ الہند رحمہم اللہ کی معنوی اولاد ساری دہشت گردوں کی صف میں کھڑی ہے۔ اقبالؒ کی پیدا کردہ غیرت دینی، 'الجہاد فی الاسلام' کے مصنف کے حقیقی وارث بھی انہی میں شامل ہیں۔ چراغ مصطفوی مسلسل شرار بولہبی کے خلاف ستیزہ کار ہے۔ جسے بھڑکانے کے لیے ایندھن ابن سلول کی ذریت فراہم کر رہی ہے۔

پاکستان کا المیہ یہ ہے کہ یہ دن بدن مصر، بنگلہ دیش کے حالات کی طرف جا رہا ہے۔ لاقانونیت کو قانون بنا دینے کی راہ پر۔ سیکیورٹی ادارے اب کسی کو بھی جبری حراست میں 90 دن رکھ سکیں گے۔ اہلکاروں کو مشکوک افراد کو گولی مارنے کا بھی اختیار ہوگا۔ اگرچہ یہ سب نیا نہیں ہے۔ یہ وہی اختیارات ہیں جو ان خدائی فوجداروں کو 12 سال سے حاصل ہیں۔ انہی کی بنا پر حراستی مراکز بے گناہوں سے بھرے پڑے ہیں۔ ماورائے عدالت قتل کے تمام ریکارڈ توڑنے والا قومی ہیرو قرار دیا جائے اور بڑے بڑے حق گو داد و تحسین کے ڈونگرے ہر ہر چینل پر برسا رہے ہوں تو کیوں نہ عدالتوں کا ٹھکو ٹھپ دیا جائے۔ (اب یہ کام تحفظ پاکستان آرڈیننس کے ذریعے ہوگا) قانون اور عدالت کسی بڑے کو میلی آنکھ سے دیکھ نہیں سکتی۔ مشرف پیش نہیں ہوسکتا۔ ایف سی کا جرنیل پیش نہیں ہوسکتا۔ مدثر اقبال، مسعود جنجوعہ بازیاب نہیں ہوسکتے۔ 10 سالہ معصوم حافظ قرآن کو بکتر بند گاڑی تلے روندنے والا سرکاری دہشت گرد (مزید سینکڑوں بے گناہوں پر مظالم، جعلی مقابلوں میں قتل) قومی اعزاز کا مستحق ہے تو پھر غریب مسکین قوم کا پیسہ عدلیہ پر بہانے کی ضرورت کیا ہے۔ ریلوے، پی آئی اے، سٹیل مل کی طرح ہم عدلیہ پر بھی صبر کر لیں گے۔ لاپتہ افراد کے لواحقین کا آبلہ پا قافلہ مسکین زندہ بیواؤں، بوڑھوں، بچوں کو لیے پیدل چلا آرہا ہے۔

وفا کیسی کہاں کا عشق جب سر پھوڑنا ٹھہرا
تو پھر اے سنگ دل تیرا ہی سنگ آستاں کیوں ہو!

میڈیا بسا اوقات یو ایس ایڈ کے تفویض کردہ فرائض کی ادائیگی میں ساری حدیں عبور کر جاتا ہے۔ 'قومی ہیرو' (جس پر بعض سیکولر صحافی بھی تڑپ کر بولے) کی تعریفوں کے پل باندھنے کے بعد رہا سہا اعتبار یوں کھونے پر کمربستہ ہوئے کہ پشاور تبلیغی مرکز پر بم دھماکے کی خبر آنے کی دیر تھی کہ عقل کو طلاق مغلظہ دیے طالبان کی مذمت کا پہاڑہ پڑھنے لگے۔ قوم اب اتنی بھی دیوانی نہیں کہ ایسے واشگاف گمراہ کن پراپیگنڈے کے پھیر میں آجائے۔ تعلیم الاسلام راجہ بازار اور پشاور تبلیغی مرکز کا دھماکہ ایک ہی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔ آخر یہ خاموش شرعی حلیے والے، تسلسل تو کسی نہ کسی درجے میں شیخ الہندؒ ہی کا ہے۔ کب تک برداشت کیے جائیں گے! سو پاکستان کو عراق، شام کے حالات کی طرف دھکیلنے کی سازش اظہر من الشمس ہے۔ ابن قیم نے فرمایا تھا۔۔۔'دو چیزیں علم کو برباد کرتی ہیں: شہوات اور شبہات'۔ میڈیا کو بیان کرنا چاہیں تو تفریح کے نام پر تمام شہوات، خوبصورت اصطلاحوں میں ملفوف۔ (فنون لطیفہ، آرٹ، کلچر، آرٹسٹ) حیوانی وجود کو قوی کرتا اور ملکوتی وجود کا گلا گھونٹنے پر کمربستہ ہے۔ نبی سے محبت کے دعوؤں کی گونج ابھی تھمی نہیں اور ساتھ ہی وینا ملک کو نوجوان نسل کی 'رہنمائی' کے لیے لا کر بٹھایا جا رہا ہے! فاعتبروا یا اولی الابصار! دوسری جانب خبروں، تجزیوں کے نام پر شبہات کی آندھیاں طوفان اٹھائے جاتے ہیں۔ باطل کا پرچار۔۔۔حق پر یلغار۔۔۔جس قوم کی فکر پر 78 چینل شہوات وشبہات لیے حملہ آور ہوں اسے کوئی معجزہ ہی اس دلدل سے نکال سکتا ہے۔

جب رات کے پردے سے پھر رات نکل آئے
اس وقت کدھر جائے جو اہل نظر ہو گا

☆☆☆

مرکز تنظیم اسلامی کی پیش کش

امیر تنظیم اسلامی **حافظ عاکف سعید** حفظہ اللہ

یا دیگر مرکزی ذمہ داران تنظیم

کا

مرکزی خطاب جمعہ

جو بالعموم تذکیر بالقرآن، حالات حاضرہ پر تبصرے اور آئندہ کے لائحہ عمل پر مشتمل ہوتا ہے

اب آپ ہر ہفتے اپنی جگہ پر سن سکتے ہیں

آڈیو کیسٹ کے ساتھ ساتھ **آڈیو سی ڈی** میں بھی دستیاب ہے

ممبر بنیں اور استفادہ کریں

سالانہ ممبرشپ فیس 1000 روپے

مرکز تنظیم اسلامی میں نقد، منی آرڈر یا پھر ڈرافٹ کے ذریعے رقم جمع کروائیں اور رسید حاصل کریں

نوٹ: یہی خطاب جمعہ بذریعہ Internet ہماری ویب سائٹ www.tanzeem.org سے براہ راست یا Download کر کے بھی سنا جاسکتا ہے۔

تنظیم اسلامی

مزید معلومات کیلئے درج ذیل نمبرز پر رابطہ کیا جاسکتا ہے

فون نمبرز: 36316638/36366638

67/اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو، لاہور۔ فیکس: 36313131

Email:markaz@tanzeem.org

دعائے صحت کی اپیل

☆ نائب مدیر ندائے خلافت محبوب الحق عاجز شدید علیل ہیں۔

☆ تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شرقی کی مقامی تنظیم مروٹ کے رفیق منظور صاحب کی روڈ ایکسیڈنٹ میں ٹانگ فریکچر ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ بیماروں کو شفائے کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔

قارئین ورفقاء تنظیم سے بھی دعائے صحت کی اپیل ہے۔

((اَذۡهِبِ الۡبَأۡسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشۡفِ اَنۡتَ الشَّافِیۡ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا))

استحکام پاکستان، نفاذ اسلام اور تنظیم اسلامی کا طریق انقلاب

خلافت فورم میں بانی تنظیم اسلامی
ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا یادگار انٹرویو

(تیسرا حصہ)

میزبان: ایوب بیگ مرزا

مرتب: فرقان دانش

سوال: آج کل ہمارے دانشور اعتدال پسندی اور روشن خیالی کی "تبلیغ" کر رہے ہیں۔ دوسری طرف بعض مذہبی دانشور مختلف ٹی وی چینلز پر مذہب کا ایک تجدد پسندانہ وژن پیش کر رہے ہیں۔ چہرے کے پردے کے بارے میں بھی علماء کا اختلاف ہے۔ موسیقی، مصوری کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ انسان کی لطیف حس کا تقاضا ہے، اس پر پابندی درست نہیں۔ داڑھی کے بارے میں کہتے ہیں کہ قرآن پاک میں داڑھی کے بارے میں کوئی حکم نہیں آیا۔ اسی طرح قرآن پاک میں سود کو حرام قرار دیا گیا، لیکن کہا جاتا ہے کہ جو سود پر قرض لیتا ہے وہ تو معذور ہے، کیونکہ وہ مجبور ہوا تو اس نے سود پر قرض لیا۔ اسی طرح کہتے ہیں کہ قرآن پاک میں یہودیوں اور عیسائیوں کو دوست نہ بنانے کا حکم اُس وقت کے لیے تھا، آج کے لیے نہیں۔ لہٰذا آج مسلمان اور غیر مسلم کسی اسلامی ریاست میں ایک ہی درجے کے شہری ہوں گے۔ میں چاہوں گا کہ آپ اس کے بارے میں ہمیں تفصیل سے بتائیں کہ اسلام کی اصل تعلیمات کیا ہیں، تاکہ لوگوں کو اس کنفیوژن سے نکالا جا سکے؟

ڈاکٹر اسرار احمدؒ: اس صورتحال کا میں دو اعتبارات سے تجزیہ آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ ایک تو چودہ سو سال کی اسلامی تاریخ میں اس کا پس منظر کیا ہے اور دوسرا اس وقت دنیا کا جو سیناریو ہے اس کے اعتبار سے اس کے ڈانڈے کہاں ملتے ہیں۔ یہ فتنہ ابتدائے اسلام ہی سے شروع ہو گیا تھا کہ اللہ کو مانو، اللہ کی کتاب کو مانو، رسول کو ماننا ضروری نہیں۔ اس فتنے کو سب سے پہلے مدینے میں یہود نے اُٹھایا کہ ہم اللہ کو مانتے ہیں، آخرت کو مانتے ہیں، رسولوں میں سے بھی اپنے رسول حضرت موسیٰؑ کو مانتے ہیں۔ ضروری نہیں کہ ہم محمد ﷺ پر ایمان لائیں، لہٰذا ہمیں بھی مومن مانا جائے۔ ہمیں بھی برابر کا سٹیٹس دیا جائے۔ جس پر قرآن مجید میں سورۃ البقرہ میں فرمایا:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝﴾ (البقرہ:8)

"اور بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہیں حالانکہ وہ ایمان نہیں رکھتے۔"

یہاں آپ دیکھیں گے کہ ایمان بالرسالت غائب ہے۔

﴿يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝﴾ (البقرہ:9)

"یہ (اپنے پندار میں) اللہ کو اور مومنوں کو چکما دیتے ہیں مگر (حقیقت میں) اپنے سوا کسی کو چکما نہیں دیتے اور اس سے بے خبر ہیں۔" سورۃ النساء کی دو آیات (150-151) میں بھی اس مرض کی نشاندہی کی گئی ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝﴾

"جو لوگ اللہ سے اور اس کے پیغمبروں سے کفر کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے پیغمبروں میں فرق کرنا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے اور ایمان اور کفر کے بیچ میں ایک راہ نکالنی چاہتے ہیں، وہ بلا اشتباہ کافر ہیں۔ اور کافروں کے لیے ہم نے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

یعنی اللہ کو مانو، اللہ کی کتاب کو مانو، لیکن رسول کی سنت کو ماننا ضروری نہیں ہے۔ ایسے لوگوں کے بارے میں قرآن کہتا ہے کہ یہ تو پکے کافر ہیں۔ اس کے ذیل میں پہلی مثال جیسا کہ واضح کیا گیا یہود مدینہ کی ہے۔ دوسری مثال منافقین مدینہ کی ہے۔ ان کا بھی کہنا یہ تھا کہ ہم اللہ کو مانتے ہیں، قرآن کو مانتے ہیں، لیکن رسول تو ہم جیسا ایک انسان ہے، ان کی ہر بات ماننا لازم نہیں ہے۔ خاص طور پر جب حضور ﷺ نے ہجرت کے چھ مہینے بعد قریش کے تجارتی قافلوں کا تعاقب کرنے کا معاملہ کیا۔ آپ ﷺ نے ان آٹھ مہموں میں سے 4 میں بنفس نفیس شرکت فرمائی۔ اس وقت منافقین کے کان کھڑے ہوئے کہ یہ کوئی نیا مرحلہ آ رہا ہے جو ہمارے لیے بڑی آزمائش بن جائے گا۔ انہوں نے کہنا شروع کیا کہ ابھی قرآن میں جنگ کا حکم نہیں آیا۔ (معاذ اللہ) محمد ﷺ خواہ مخواہ یہ اقدام کر رہے ہیں، یہ ان کا ایڈونچرزم ہے، ہاں قرآن میں حکم آتا تو ہم مانتے۔ اسی وجہ سے وہ اپنے بعض مقدمات بھی حضور ﷺ کی بجائے یہودیوں کی عدالتوں میں جا کر طے کرا لیتے تھے۔ یہود اور منافقین کی طرف سے تفریق بین اللہ والرسول کا یہ فتنہ تو گویا کہ ابتدائے اسلام ہی میں سامنے آ گیا۔

ظہور اسلام کے ہزار سال بعد تفریق بین اللہ والرسول کا فتنہ ہندوستان میں اکبر نے اٹھایا۔ اس نے دین الٰہی اسی بنیاد پر بنایا۔ اس نے کہا کہ ایک ہزار سال پورے ہو گئے اور قرآن مجید کی دو آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کا ایک دن ایک ہزار سال کا ہوتا ہے، تو رسالت کا دن بھی ایک ہزار سال ہے۔ چونکہ محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کے ہزار سال ختم ہو گئے لہٰذا اب (معاذ اللہ) آپؐ کی رسالت کا دور ختم ہو گیا۔ اب ایسا کیا جائے کہ صرف خدا کے اُصول کو ماننے پر سب لوگ جمع ہو جائیں، کیونکہ خدا کو سب مانتے ہیں۔ یہ ضرور ہے کہ کوئی مہادیو کہتا ہے، کوئی پرماتما کہتا ہے، کوئی اللہ کہتا ہے، لیکن اللہ کو بہرحال سب مانتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ کچھ لوگوں نے خدا کے نائبین بھی مان لیے، مگر انہوں نے خدا کا انکار تو نہیں کیا۔ اس کا نام اکبر نے "دین الٰہی" رکھا۔ گویا کہ رسالت کی نفی کی گئی، کیونکہ سارا اختلاف شریعت سے پڑتا ہے اور شریعت کا تعلق رسولوں سے ہے۔ قرآن مجید میں سورۃ المائدہ میں بھی ہے: ﴿لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّ

مِنۡهَاجًا ط﴾ (المائدہ:48)

''ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لیے ایک شریعت اور طریقہ مقرر کیا ہے۔''

یعنی اللہ نے ہر اُمت اور ہر رسول کے لیے ایک شریعت معین کی ہے اور ایک منہاج مقرر کیا ہے۔ ان لوگوں کے مطابق شریعتوں اور منہاج کے فرق سے تفرقہ ہوتا ہے اور ہندوستان کی عظمت کے راستے میں یہی چیز حائل ہے، یہاں پر مذہبوں کے تصادم کی وجہ سے ہندوستان کو دنیا میں جو مقام ملنا چاہیے وہ نہ مل سکا۔ لہٰذا اس تفرقہ کو ختم کرنے کے لیے رسول کو اور سنت کو ایک طرف رکھ دو۔ اسی دور میں ہمہ اوستی کا عقیدہ سامنے آیا تھا کہ ''مسجد مندر ہکو نور'' (مسجد اور مندر ایک ہی نور ہیں)

اکبر کے دور میں اٹھنے والے اس عظیم فتنہ کا راستہ روکنے کے لیے شیخ احمد سرہندیؒ کھڑے ہوئے اور اس کا قلع قمع کیا۔

اس کے کئی سو سال بعد یہ فتنہ پھر ہندوؤں کی طرف سے راجہ رام موہن رائے نے اُٹھایا۔ راجہ رام موہن رائے فارسی، عربی، انگریزی کا بہت بڑا عالم تھا۔ اس نے ''آئینہ تثلیث'' نامی کتاب لکھی۔ جب عیسائی مشنریز یہاں آئے ہیں تو ان کے جواب میں مسلمانوں کی طرف سے دفاع کرنے کے لیے اس نے یہ کتاب لکھی۔ اس اعتبار سے وہ ایک بڑی شخصیت تھی۔ اس کو بھی یہی بات سمجھ میں آئی کہ ہندوستان میں رہنے والوں کو اگر ایک کرنا ہے تو یہ مذہبی تقسیم ختم کرنا ضروری ہے۔ اس کے بغیر ہندوستان عظمت کے راستے پر نہیں چل سکتا۔ لہٰذا اس نے ایک حلقہ بنایا جسے ہندی میں ''برہمو سماج'' اور فارسی میں ''مجلس ایزدی'' کہتے ہیں۔ جس کا مطلب خدا کی مجلس ہے۔ اُس کا مدعا یہ تھا کہ صرف خدا کو مانا جائے، کیونکہ اس پر سب جمع ہو سکتے ہیں، باقی چیزوں کو چھوڑو۔ گاندھی اسی شخص کا چیلا تھا۔ راجہ رام موہن رائے کے بعد گاندھی نے اس فتنہ کو زندہ کیا اور متحدہ قومیت کا پرچار کیا۔ بدقسمتی سے مسلمانوں کی ایک نابغہ روزگار شخصیت مولانا ابوالکلام آزاد بھی ان کے ہتھے چڑھ گئی۔ انہوں نے بھی انگریز سے نجات پانے کے لیے اس تصور کو سپورٹ کیا۔ اس تصور میں پھر اسلام کی نفی ہو رہی تھی۔ اس موقع پر اللہ نے جس شخص کو خبردار کیا وہ علامہ اقبال تھے۔ وہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے 1930ء کے خطبۂ الہ آباد میں بڑے دلائل کے ساتھ مسلمانوں کے جداگانہ تشخص کا تصور پیش کیا۔

ماضی قریب میں ایک مرتبہ پھر انکار حدیث یا استخفاف حدیث کا نیا فتنہ کھڑا ہو گیا ہے۔ اس کی رُو سے قرآن کو مانو، قرآن ہی اصل شے ہے۔ (احادیث تو ویسے بھی ایک عرصے بعد جمع کی گئی تھیں۔ لاکھوں میں سے بھی چند ہزار احادیث امام بخاری نے Select کی تھیں)۔ حدیث سے اختلاف ہوتے ہیں، لہٰذا اس کو ایک طرف رکھ دو۔ یہ لوگ اپنے آپ کو 'اہل قرآن' کہتے ہیں، لیکن ان کے لیے صحیح نام ''منکرین حدیث'' یا ''منکرین سنت'' کا ہے۔ اس فرقہ میں بڑی بڑی شخصیتیں اُبھری ہیں، جن میں مولانا اسلم جیراج پوری، نیاز فتح پوری، مولانا عبداللہ چکڑالوی وغیرہ کے علاوہ بڑی شخصیت غلام احمد پرویز کی ہے۔ علمائے حق نے اس فتنہ کا مقابلہ کیا۔ فتنہ انکار حدیث کا راستہ روکنے میں مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ کا بڑا رول رہا ہے۔ انہوں نے سنت کی آئینی حیثیت کو بہت عمدہ طریقے سے بیان کیا۔ مولانا ادریس کاندھلوی صاحب نے بھی حجیت حدیث پر ایک عمدہ کتاب لکھی تھی۔ یہ فتنہ ابھی تک چل رہا ہے۔ غلام احمد پرویز نے ایک عجیب فلسفہ گھڑا۔ وہ یہ کہ اصل اور مستقل شے صرف قرآن ہے۔ قرآن میں آتا ہے ﴿وَاَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَاَطِيۡعُوا الرَّسُوۡلَ ج﴾۔ ''تو اطیعو اللہ'' کا قائم مقام تو قرآن ہو گیا اور اطیعوا الرسول صرف حضور ﷺ کے زمانے کے لیے تھا۔ اس وقت بحیثیت امیر جماعت، بحیثیت سربراہ سلطنت یا بحیثیت مرکزِ ملت آپ ﷺ کی اطاعت لازم تھی۔ اب آپ ﷺ کی اطاعت لازم نہیں ہے۔ اُس نے کہا کہ قرآن سمجھنے کے لیے بھی حدیث کی ضرورت نہیں، ہم قرآن کو عربی زبان کی لغت سے سمجھ سکتے ہیں۔ یہ فتنہ ابھی تک چل رہا ہے۔ اسے ہمارے انگریزی پڑھے لکھے لوگوں کے اندر کافی نفوذ حاصل ہوا۔ اس لیے کہ جس نے بھی مغربی تہذیب کی چیزوں کو ہمارے ہاں اختیار کر لیا تھا اسے اس فتنہ سے سند جواز مل گئی تھی۔ انہیں اس فتنے کی بدولت دین کی جکڑ بندیوں سے آزادی ملتی تھی۔ غلام احمد پرویز جس طرح قرآن کی تفسیر کرتا تھا، اس کی ایک مثال بڑی مضحکہ خیز ہے۔ وہ کہتا ہے کہ یہ جو قرآن میں کہا گیا ہے کہ چور کے ہاتھ کاٹ دو تو اس کا مطلب ہاتھ کاٹنا نہیں ہے، یہ تو مولویوں نے غلط بات سمجھی ہے۔ اصل میں یہ تھا کہ جیسے ہم محاورے میں کہتے ہیں کہ ہمارے ہاتھ کٹے ہوئے ہیں، اب ہم کچھ نہیں کر سکتے یا ہمارے پاس کوئی آپشن نہیں ہے، بس اس معانی میں کہا گیا کہ چور کے ہاتھ کاٹ دو یعنی ایسا معاشرہ برپا کر دو کہ اس میں چوری کی ضرورت ہی نہ رہے۔ سب کی کفالت کا انتظام ہو جائے تو چوری کیونکر ہو گی۔ حالانکہ ان لوگوں میں ذرا سی دیانت داری ہو تو وہ دیکھیں کہ جہاں ''قطع'' ید کا حکم آیا ہے وہاں یہ الفاظ بھی ہیں: ﴿جَزَآءً ۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ط﴾ (المائدہ:38) ''(یہ ہاتھ کاٹنا) بدلہ ہے ان کے کرتوت کا اور عبرت ہے اللہ کی طرف سے۔'' کیا ایک اچھا معاشرہ قائم کرنا جس میں سب کے لیے ضروریات زندگی فراہم ہو جائیں کوئی عبرت کا مقام ہے یا کوئی کرتوتوں کی سزا ہے۔ بہرحال جب کوئی قرآن کو سنت سے علیحدہ کر لیتا ہے تو پھر قرآن کو موم کی ناک کی طرح جدھر چاہیں موڑ دے۔

یہ تو فتنہ تفریق بین اللہ والرسول کا تاریخی پس منظر تھا۔ اب عہد حاضر کے سنیاریو ہے اس میں مسئلہ کا جائزہ لیں۔ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ دجالیت اپنے دو ہدف حاصل کر چکی ہے۔ ایک یہ کہ پوری دنیا میں اب حاکمیت الٰہی کی بجائے حاکمیتِ عوام کا نظریہ رائج کر دیا گیا اور اس طرح مذہب مسجد، مندر، چرچ وغیرہ تک محدود ہو گیا ہے۔ اسی کا نام سیکولرزم ہے۔ یوں دجالیت نے اجتماعی زندگی سے خدا کے تصور کو بے دخل کر دیا۔ برملا کہا جا رہا ہے کہ ہمیں کسی آسمانی شریعت، آسمانی قانون یا آسمانی ہدایت کی ضرورت نہیں، ہم جو چاہیں خود قانون بنائیں گے۔ ہم دو مردوں کی شادی کو جائز قرار دیں اور اس کو رجسٹرڈ کریں۔ شراب پر پابندی لگائیں نہ لگائیں، اس کا بھی ہمارے پاس اختیار ہے۔ اس اعتبار سے دجالیت پوری دنیا پر فتح حاصل کر چکی ہے۔ دوسرا ہدف معیشت کے میدان میں سود کا تانا بانا بُن کر ساری دنیا کو اس میں جکڑ دیا گیا ہے۔ قرآن حکیم کی رُو سے سودی لین دین کرنے والوں کے خلاف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے اعلانِ جنگ ہے جبکہ دجالیت نے سود کو معیشت کا محور بنا دیا ہے۔ تیسرا مرحلہ جو دجالیت کو اب درپیش ہے وہ یہ کہ اسلامی تہذیب کو مٹا کر مسلم دنیا کو اسی رنگ میں رنگ دیا جائے جس میں مغرب رنگا جا چکا ہے۔ اسے وہ سوشل انجینئرنگ کہہ رہے ہیں۔ اس کے لیے پہلے قاہرہ کانفرنس ہوئی۔ 5 برس بعد بیجنگ کانفرنس، پھر بیجنگ پلس فائیو کانفرنس ہوئی۔ اس کا ایجنڈا یہ ہے کہ تمام رشتے ناتوں کو از سر نو قائم کیا جائے۔ اس کے علاوہ یہ کہ عورت آزاد ہے۔ اگر وہ جسم فروشی کرنا چاہتی ہے تو کسی کو کیا اعتراض ہے۔ مختصر یہ کہ سوسائٹی کا پورا تانا بانا از سر نو بنا جائے۔ شرم و حیا، عصمت و عفت کے سارے

تصورات جیسے ان کے ہاں ختم ہو چکے ہیں۔اب وہ انہیں عالم اسلام سے تیزی کے ساتھ ختم کرنا چاہتے ہیں۔اس کے لیے انھیں آلۂ کار دانشور چاہئیں جو مغربی تہذیب اور مسلم تہذیب کے فرق کو ختم کر سکیں۔ رینڈ کارپوریشن کی ایک پرانی رپورٹ میں مسلمانوں کے چار درجے بیان کیے گئے ہیں۔ پہلا درجہ فنڈامنٹلسٹ مسلمان ہیں، جو اسلام کو ایک نظام سمجھتے ہیں۔یعنی اسلام ایک مکمل سیاسی، سماجی اور معاشی (Politico-Socio-Economic) نظام کا حامل ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا کہ یہ لوگ ہمارے دشمن ہیں، ہم نے انھیں بہرصورت ختم کر کے رہنا ہے۔ دوسرے روایت پسند مسلمان ہیں، جو قال اللہ اور قال الرسول سے جڑے ہوئے ہیں۔ چونکہ اسلام کے بحیثیت نظام ہونے کا تصور ان کے سامنے نہیں ہے، اس اعتبار سے فی نفسہٖ یہ لوگ خطرناک نہیں ہیں۔ لیکن یہ اگر فنڈامنٹلسٹ کے ساتھ مل جائیں تو پھر بہت خطرناک ہیں۔اس لیے ان دونوں کو ایک دوسرے سے دور رکھو۔علاوہ ازیں ان روایت پسند لوگوں کو آپس کے فقہی اختلافات میں الجھاؤ اور ان کو بھڑکاؤ، تاکہ وہ اس دائرے سے باہر نکلنے نہ پائیں۔ تیسرے مسلمان ماڈرنسٹ ہیں۔ یہ لوگ اسلام کی ایسی تعبیر کر رہے ہیں کہ اسلام مغربی تہذیب کے ساتھ ہم آہنگ ہو جائے۔ان لوگوں کو سپورٹ کیا جانا چاہیے۔(اس وقت ان لوگوں کے ساتھ سول سپریم پاور آن ارتھ امریکہ ہے۔ یہ اس کا پیسہ اور سارے ذرائع استعمال کر رہے ہیں۔ پورا ورلڈ میڈیا ان کو سپورٹ کر رہا ہے تاکہ یہ اسلامی تہذیب کی جڑیں کاٹ دیں۔) چوتھے عام مسلمان ہیں جو دین سے واقفیت نہیں رکھتے، اور دال روٹی کے چکر میں الجھے ہوئے ہیں۔

اپنے اِن مقاصد کے حصول کے لیے دشمن کے پاس شاہ کلید یہ ہے کہ مسلمانوں کو سنت سے کاٹ دو۔اس کے بعد وہ بے لنگر جہاز کی طرح لہروں کے رحم و کرم پر ہوں گے۔ دشمن کی ان سازشوں کا مقابلہ کرنے کے اقبال نے یہی حل بتایا ہے ؎

بمصطفیٰؐ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی، تمام بولہبی

اپنے آپ کو مصطفیٰ ﷺ کے قدموں میں پہنچا دو، اس لیے کہ دین نام ہی مصطفیٰؐ کا ہے۔اس وقت ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم دلیل اور برہان سے اس فتنے کا مقابلہ کریں۔ قرآن کی صحیح روشنی کو زیادہ سے زیادہ پھیلائیں، تاکہ معلوم ہو جائے کہ منکرین سنت جو قرآن کی سنت سے متصادم تعبیریں کر رہے ہیں، وہ غلط ہے۔ تیسرے یہ کہ ہم اس حدیث نبوی پر عمل کریں جس کا مفہوم ہے کہ اسلام کا آغاز ہوا تو وہ اجنبی تھا (کوئی اس کو پہچاننے والا نہیں تھا) اس کے بعد جب اس میں قوت آ گئی تو سب اس کے جاننے والے بن گئے۔ لیکن عنقریب اسلام پھر غریب ہو جائے گا۔ اس وقت جو لوگ اسلام کے دامن سے وابستہ رہیں گے وہی کامیاب رہیں گے۔اس حدیث پر عمل کی وجہ سے چاہے ہم اپنے معاشرے میں اجنبی بن جائیں یا ہمیں کہا جائے کہ یہ دقیانوس ہیں، یہ اگلے وقتوں کے لوگ ہیں، یہ لکیر کے فقیر ہیں۔ وہ یہ سب طعنے سنیں اور برداشت کریں اور مجسم احتجاج بن جائیں۔ یہ جو تجدد پسندی اور دین کے اندر جو ماڈرنزم پیدا کرنے کی جدوجہد ہو رہی ہے، اس کے خلاف عملی مزاحمت اسی طرح ممکن ہے کہ ہم خود کو اتنے ہی زیادہ سنت رسول ﷺ کے ساتھ پیوستہ کر لیں جس شدت سے دشمن اس فتنے کو پھیلا رہا ہے۔ (جاری ہے)

خصوصی رپورٹ

امیر تنظیم اسلامی کی مصروفیات

امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید ڈاکٹر عبدالسمیع کی دعوت پر ڈاکٹر ابصار احمد کے ہمراہ 17 جنوری کی شام کو فیصل آباد گئے۔ وہاں پر انجمن کے تحت ایک سالہ کورس کی اختتامی تقریب میں بطور نگرانِ انجمن صدارت فرمائی۔ امیر محترم نے بتایا کہ وہاں رجوع الی القرآن کورس کے حوالے سے یہ پہلا Batch تھا۔اس کے شرکاء میں زیادہ تر +55 تھے، تاہم ان کے علاوہ نوجوان بھی شامل تھے۔ فقہ پڑھانے کے لیے ایک دارالعلوم کے عالم کی خدمات حاصل کی گئی تھیں۔ کورس کی تکمیل کرنے والے شرکاء کے جذبات بہت مثبت اور حوصلہ افزا تھے۔ نماز مغرب کے بعد یہ پروگرام شروع ہوا جو نماز عشاء کے وقفے کے بعد تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہا۔ مجموعی طور پر یہ ایک اچھا تجربہ رہا۔

اسی ہفتے کے دوران قرآن اکیڈمی لاہور میں ملی مجلس شرعی کا اجلاس ہوا۔ اجلاس میں ملکی صورت حال کے متعلق گفتگو بھی ہوئی۔ امیر محترم نے بتایا کہ حافظ عاطف وحید صاحب کی طرف سے سود کے خلاف کیس میں عدالت کی طرف سے دیئے گئے چودہ سوالات کے جوابات تیار کر لیے ہیں، جن کو عدالت میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ اجلاس میں انہی چودہ سوالات کے جوابات پر Discussion ہوئی۔ مجموعی طور پر اس کی تصویب کی گئی اور اسے عدالت میں پیش کرنے کے حوالے سے بنیادی Document قرار دیا گیا۔علاوہ ازیں امیر محترم نے قرآن اکیڈمی ہی میں علماء کے ایک وفد سے بھی ملاقات کی۔

اطلاع

امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے لئے سعودی عرب روانہ ہو گئے۔ ارضِ مقدس میں قیام کے دوران امت مسلمہ، مملکت خداداد پاکستان، اہل پاکستان اور رفقاء واحباب تنظیم اسلامی کی سلامتی اور خوشحالی کے لئے خصوصی دعائیں کریں گے۔ ان شاء اللہ 4 فروری کو واپسی ہوگی۔

قارئین اور رفقاء واحباب سے بھی ان کی بحفاظت واپسی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

امت مسلمہ کا مجرم

اوریا مقبول جان

طاقتور لوگ برادریاں خاندان اور قبیلے اپنے اوپر ہونے والے ظلم کا انتقام ضرور لیتے ہیں، اپنے مجرم کو ڈھونڈ نکالتے ہیں اور اسے قانون کے کٹہرے میں لا کھڑا کرتے ہیں۔ یہی حال قوموں کا ہے۔ طاقتور قومیں اپنے مجرموں کا سات سمندر پار تک پیچھا کرتی ہیں، انہیں ڈھونڈ نکالتی ہیں اور کیفر کردار تک پہنچاتی ہیں۔ اس تگ ودو میں اس بات کا خیال تک نہیں رکھا جاتا کہ ہمارا مجرم کسی دوسری قوم کا ہیرو بھی ہوسکتا ہے۔ قوموں کے غیرت مند افراد بھی اپنے آباء و اجداد پر ہونے والے ظلم کا بدلہ لینے دور دراز کا سفر کرتے ہیں۔ جس شخص نے جلیانوالہ باغ میں نہتے عوام پر گولی چلائی تھی وہ برصغیر پاک و ہند میں اپنی حکمرانی کے دن پورے کرنے کے بعد برطانیہ سدھار چکا تھا، لیکن انتقام کی آگ میں جلتے ہوئے سکھ وہاں بھی جا پہنچے تھے۔ ایمل کانسی امریکہ میں سی آئی اے کے دو افراد کو قتل کرنے کے بعد پاکستان لوٹ آیا تھا لیکن اس کی تلاش میں امریکی ٹیمیں کئی سال اس ملک کا کونا کونا چھانتی رہیں اور بالآخر حکمرانوں کی ملی بھگت اور ملت فروشی کی وجہ سے اسے ان طاقتوروں کے حوالے کر دیا گیا، جنہوں نے اسے سزائے موت دے دی۔ ایمل کانسی امریکہ کا مجرم تھا، لیکن جس صبح اسے زہریلا ٹیکہ لگا کر موت کی نیند سلایا گیا، پورے پاکستان میں موت کا سا سناٹا تھا۔ کوئٹہ کی تاریخ نے کبھی اس سے بڑا جنازہ نہیں دیکھا۔ امریکہ کا یہ دشمن حکمرانوں کی عالمی مجبوری تھی لیکن وہ عام آدمی اور عام پاکستانی کا ہیرو تھا۔ ایسے ہیرو دنیا کے ہر ملک میں پائے جاتے ہیں اور ایسے مجرم بھی دنیا کے ہر خطے میں موجود ہیں۔ اسامہ بن لادن کی شہادت ابھی کل کی بات ہے، وہ شخص جس نے زندگی بھر کبھی امریکہ کی سرزمین پر قدم نہ رکھا، امریکہ کا سب سے بڑا دشمن تھا اور امریکہ اسے پندرہ سال تک دوسرے ملکوں کے صحراؤں، میدانوں اور پہاڑوں میں ڈھونڈتا رہا اور بالآخر اس کی موت سے اپنے انتقام کی آگ ٹھنڈی کر لی، اپنے مجرم کو کیفر کردار تک پہنچا دیا۔

کیا پرویز مشرف صرف جمہوریت اور آئین کا مجرم ہے؟ یہ الگ بات ہے کہ اس وقت یہ تصور اور اس کے پیچھے عالمی رائے عامہ طاقتور ہے۔ یہ رائے عامہ بھی کارپوریٹ سرمائے اور اس کے میڈیا نے تراشی ہے۔ جمہوریت اور جمہوری اداروں کی بقا اور اسے ایک عالمی سچائی اسی سرمائے نے بنایا۔ اسے ایک سچائی بنانے کے لیے لاکھوں انسانوں کا خون کیا گیا۔ بڑا آسان نسخہ ہے۔ پہلے کسی بھی ملک میں حکمران شخص کو میڈیا کے ذریعے آمر یا ڈکٹیٹر ثابت کرو، اسے بدنام کرو اور پھر کہو کہ ہم اس ملک کے عوام کو ایک جمہوری مستقبل دینے کے لیے اس پر حملہ کرنے جا رہے ہیں۔ عراق، افغانستان، لیبیا پر حملہ کرو۔ لاکھوں لوگوں کو قتل کرو، پھر وہیں بیٹھ کر ایک آئین تحریر کرو، اپنے سامنے انتخابات کراؤ، اپنے منظور نظر افراد کی حکومت قائم کرو اور دنیا کے سامنے یہ نعرہ بلند کرو کہ ہم نے اس قوم کو آمریت سے نجات دلا کر جمہوریت کی راہ پر گامزن کر دیا ہے۔ پوری دنیا کو دھمکاؤ کہ اگر ہمارے بنائے ہوئے سسٹم کے مطابق زندگی نہیں گزارو گے تو تمہیں قبرستان بنا دیں گے۔ یہ ہے وہ عالمی جمہوری نظام جس کا مجرم پرویز مشرف آج کٹہرے میں ہے۔ اس لیے اس کارپوریٹ سرمائے پر پلنے والا میڈیا اسے ایک مجرم کے طور پر پیش کرتا ہے اور کوئی اس پر اختلاف نہیں کرتا۔

لیکن میرا دکھ اس امت مرحوم کا دکھ ہے۔ یہ امت جس کے بارے میں میرے آقا سید الانبیاء ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ جسد واحد ہے، اگر اس کے ایک عضو کو تکلیف ہو گی تو پورا جسم درد محسوس کرے گا۔ (مفہوم حدیث) آج اس کی یہ پہچان گم ہو چکی ہے۔ اگر یہ امت زندہ ہوتی تو مشرف جمہوریت کے نہیں امت مسلمہ کے ملزم کی حیثیت سے کٹہرے میں کھڑا ہوتا۔ اس پر یہ فرد جرم عائد ہوتی کہ تم نے ایک کلمہ گو مسلمان ہوتے ہوئے کیسے اپنے زیر انتظام تین ہوائی اڈوں سے امریکی جہازوں کو اڑنے کی اجازت دی کہ وہ پڑوس میں مسلمانوں کی ہنستی بستی آبادیوں پر بم برسائیں اور مسلمانوں کا قتل عام کریں۔ اس پر یہ فرد جرم عائد ہوتی کہ تمہیں سید الانبیاء ﷺ کا وہ فرمان یاد نہیں تھا کہ قیامت کے دن اللہ کا غضب اس شخص کے لیے بے پناہ ہوگا جو کسی آزاد مسلمان کو قید کرے اور آگے بیچ دے۔ تم نے چار سو سے زیادہ مسلمانوں کو پیسے لے کر آگے بیچا اور پھر اس پر اتراتے بھی رہے۔ اس کی فرد جرم میں اسلام کے اس بنیادی اصول اور رسول اللہ ﷺ کی ہدایات کی خلاف ورزی بھی شامل ہوتی کہ کہ سفارت کار تمہاری پناہ میں ہوتے ہیں لیکن تم نے ایک مسلمان سفارت کار ملا عبدالسلام ضعیف کو کس تحقیر اور ذلت کے ساتھ غیر مسلموں کے حوالے کر دیا۔ اس مملکت خداداد پاکستان میں اور یہاں بسنے والی امت مسلمہ کے اخلاق واقدار کو بگاڑنے ان کے اندر فحش کو عام کرنے ان کے مدرسوں اور مسجدوں پر ٹینکوں سے حملہ کرنے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو بموں کی آتش میں بھوننے کے الزامات اس سے سوا ہیں، لیکن کوئی ان پر آواز بلند نہیں کرتا۔ کوئی ان جرائم کی تفصیل سامنے نہیں لاتا۔ یہ جرم تو وہ ہیں جن کا اقرار خود مشرف نے کیا اور جن کے شواہد امریکہ کی سینیٹ کے سامنے پیش کردہ رپورٹوں میں بھی موجود ہیں۔ یہ مقدمہ ایک دن چلے یا دس سال، اس کا فرد جرم میرے لیے دلچسپی سے خالی ہے۔ یہ بالکل ایسے ہے جیسے کوئی فرد کسی گھرانے میں آ کر فائرنگ کرے، سب گھر والوں کو قتل کر دے لیکن اس پر اس قتل وغارت کا مقدمہ نہ چلایا جائے، ہاں البتہ اس بات پر اسے مجرم ٹھہرایا جائے کہ اس نے ڈرائنگ روم میں لگی 1973ء کی فیملی پورٹریٹ کو دیوار سے اتار کر زمین پر پٹخا اور اس کی توہین کی۔

ضرورت رشتہ

☆ ملتان میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 25 سال، دراز قد، تعلیم ایم فل باٹنی کے لئے دینی مزاج کا حامل ہم پلہ رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔

برائے رابطہ: 0304-7471474

نگاہِ رسالت مآب ﷺ میں وہی معتبر ٹھہرے

ثمینہ اسلام، کوئٹہ

سورۃ البقرہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِذَا قِيۡلَ لَهُمۡ اٰمِنُوۡا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوۡٓا اَنُؤۡمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ؕ اَلَآ اِنَّهُمۡ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰـكِنۡ لَّا يَعۡلَمُوۡنَ (۱۳)﴾

''اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ جس طرح اور لوگ ایمان لے آئے تم بھی ایمان لاؤ تو کہتے ہیں بھلا جس طرح بیوقوف ایمان لے آئے ہیں اُسی طرح ہم بھی ایمان لے آئیں؟ سن لو کہ یہی بیوقوف ہیں لیکن نہیں جانتے۔''

یعنی جس طرح دوسرے لوگ صحابہ کرامؓ اور صحابیاتؓ سچائی اور خلوص کے ساتھ ایمان لا کر نبی ﷺ کے ساتھی بن گئے ہیں، تم بھی ایسی سچائی کے ساتھ اسلام قبول کر لو۔ اس پر منافقین کہنے لگے، بے وقوف لوگ جو سچائی کے ساتھ ایمان قبول کر کے اپنے آپ کو تکلیفوں، مشقتوں اور خطرات میں مبتلا کر رہے ہیں۔ یہ تو سراسر احمقانہ فعل ہے کہ محض حق پرستی کی خاطر تمام ملک کی دشمنی مول لی جائے۔ اُن کے خیال میں عقل مندی یہ نہ تھی کہ آدمی حق و باطل کی بحث میں پڑے، بلکہ عقل مندی یہ ہے کہ صرف اور صرف اپنے مفاد کی فکر کرے۔

جن صادق الایمان لوگوں کے ایمان کو مثل بنا کر قرآن مجید نے گواہی دی کہ ایسا ایمان درکار ہے۔ اُن کا حال یہ تھا کہ جب محبوب خدا محمد مصطفیٰ ﷺ کی زبانِ مبارک نے فرمایا: اللہ کا ذکر ایسی کثرت سے کرو کہ لوگ مجنون کہنے لگیں۔ (مسند احمد، طبرانی، بیہقی) تو اس ارض وسماء نے وہ نظارے دیکھے کہ یقیناً دانتوں تلے انگلیاں دبالی ہوں گی، ہائے ایسے بھی ہوتے ہیں اللہ اور رسول ﷺ کے دیوانے۔ پھر..... رب اور رسول ﷺ کے یہ مجنون، محبوب ارض وسماء ہو گئے۔ جب راہ خدا میں نقد جاں ہار دیتے ہیں تو غسیلِ ملائکہ کہلاتے ہیں (حضرت حنظلہؓ)۔ تلاوت قرآن کرتے ہیں تو ملائکہ سننے کے لئے آسمان سے زمین پر اترتے ہیں (ابی بن کعبؓ)۔ یہ اپنے محبوب سالار اعلیٰ کے مشیر اعلیٰ بھی ہیں۔ جب یہ مشورے دیتے ہیں تو رب کائنات توثیق فرما کر اپنے آخری ہدایت نامہ قرآن میں شامل کر کے منظوری کی مہر ثبت کر دیا کرتا ہے (حضرت عمرؓ پردے وغیرہ کے احکامات)۔ ایک متوالے کا یہ حال کہ ہمیشہ گریبان کھلا رکھتے ہیں دریافت کرنے پر فرماتے ہیں کہ میں نے محبوب ﷺ کو دیکھا تھا گریبان مبارک کے اوپر کے بٹن کھلے تھے، لہٰذا سردی ہو یا گرمی ہمیشہ کھلا رکھتا ہوں۔

جب شمع رسالت ﷺ کو باطل کے اندھیرے گھیر لیتے ہیں تو یہ پروانے دیوانے بن کر لپکتے ہیں۔ ایک ایک پروانہ اس شمع کی اپنے خون سے آبیاری کرتا ہوا قربان ہو جاتا ہے (غزوۂ احد کی مثال)۔ مرد تو مرد خواتین بھی اس قافلے کی راہ رو ہیں۔ ایسی مقبول کہ روح الامین سلام عرض کرتے ہیں (اماں عائشہؓ و اماں خدیجہؓ)۔ یہ مائیں جب کسی شریر کے پھیلائے شر میں مبتلا ہوتی ہیں تو زمینی گواہیوں کے ساتھ خالق خود وکیل صفائی بن کر بری کرا دیتا ہے، سبحان اللہ۔ جب کفر کی آندھیاں اور باطل کے طوفان اٹھتے ہیں تو یہ چٹانیں سینہ سپر ہو جاتی ہیں (غزوۂ موتہ و غزوۂ احزاب)۔ بالآخر باطل کی یہ طوفانی لہریں ان چٹانوں کے سینوں سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جاتی ہیں۔ چشم فلک حیراں ہے کسی چٹان میں دراڑ تک نہ پڑی؟

رفیع الشان نبی ﷺ کو ساتھی بھی اعلیٰ اوصاف کے درکار تھے، اس سے کم پر بات نہ بنتی تھی۔ اپنے مشن کا ایسا یقین، اپنی ذمہ داریوں کا اتنا گہرا احساس، روشن راستے کی لکیریں اتنی واضح کہ بڑی سے بڑی پیش کش، اعلیٰ سے اعلیٰ اسٹیٹس، سلطنتوں کی حکمرانیاں، سال کی گھڑیاں کچھ بھی تو انہیں راستے سے ہٹا نہ سکا، اتنا واضح اور روشن راستہ اس عظیم قافلہ نے دیکھ لیا تھا۔ آنکھوں میں تو دائمی اور اُخروی اسٹیٹس، مال، ڈگریاں، سلطنتیں ایسی رچ بس گئیں تھیں کہ وہ اس سے کم پر ہرگز راضی نہ تھے۔ یہ حقیر دنیا اور اس کے لوازمات محض مکھی کا سر اور مچھر کا پر، پانی کا ایک بلبلہ بن کر رہ گئے تھے بالآخر قیصر و کسریٰ کے دربار میں اس شان سے جاتے ہیں کہ تلوار اس کا قیمتی قالین چیر رہی ہے۔ اپنا گھوڑا اس کے اطلس و دیبا سے مزین تکیہ سے باندھ کر تخت بادشاہ کے برابر جا بیٹھتے ہیں۔ اہل دربار کو سانپ سونگھ چکا ہے۔ انہوں نے ایمان و قرآن سونگھ لیا ہے۔ انہیں کب کسی کی پروا ہے؟ اپنے صاحب کا پیغام سناتے ہیں۔ جس شان سے آئے تھے، اُسی شان سے لوٹ جاتے ہیں۔

اور پھر وہ ہوا جو روئے زمین پر کبھی کسی کے ساتھ نہ ہوا تھا۔ اُن کا رب ان سے ہمیشہ کے لئے راضی ہو گیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ و رضوعنہ کا اعزاز انہیں عطا فرما دیا کہ جاؤ، میری جنت اور اس میں سجے ہیشگی کے بازاروں سے جو لینا چاہو لے لو اور پھر چشم فلک نے ایک اور ہوش اُڑا دینے والا نظارہ دیکھا۔ حضرت ابوبکرؓ گھر کا ایک ایک تنکا تک سمیٹ کر رسول خدا کی خدمت میں لا حاضر کیا اور یوں جنت کی طرف دوڑ پڑے۔ فاروق اعظمؓ آدھی پونجی عیال کے لئے چھوڑ کر بقیہ آدھی پیش کر کے نکل پڑے۔ اور عثمانؓ......؟ عثمانؓ تو اتنا لائے کہ محبوب سبحانی کا رخ انور دمکنے لگا۔ آپ ﷺ کہتے چلے گئے، بار بار کہا آج کے بعد عثمانؓ کچھ بھی کرے، اللہ اس سے راضی ہے۔ اور شیر خدا حیدر کرار حضرت علیؓ، انہوں نے تو فدائیت کا ایسا چراغ روشن کیا جو قیامت تک مثل بنا رہے گا۔ پہلے صرف 9 سال کی عمر میں سینہ تان کے کھڑے ہوئے " میرے آقا ﷺ میں آپ کا ساتھ دوں گا" جب اچھے اچھوں کے چھکے چھوٹ رہے تھے۔ محمد ﷺ کا ساتھ دینے کا مطلب کیا ہے؟ ہاں یہ ننھے علیؓ ہی تھے۔ پھر جوانی سے امیر المومنین تک کا سفر اسی عہد کے نبھانے میں گزر گیا۔ (محمد ﷺ میں آپ کا ساتھ دوں گا) پھر وہی ہوا جو فدائیت کی شان تھی۔ آخر کار دشمنانِ خدا و رسول ﷺ کے ہاتھوں جام شہادت پی لیا۔ اس جام کا ایک حصہ اولاد کو یوں منتقل ہوا کہ وہ بھی اسی روایت پر چل پڑی اور سر کٹوا دیا۔

وہ کون سا پہلو ہے جس میں نبی ﷺ کے اس عظیم الشان قافلہ نے حیرت ناک مثالیں ثبت نہ کی ہوں؟ جب یہ صفہ کے چبوترے پر ہوتے ہیں تو ایسے فقراء کہ الفقر فخری کی زندہ مثالیں ہیں۔ مسجد نبوی ﷺ میں جمع ہوتے ہیں تو امیر کی اطاعت کے ایسے پابند کہ

سر پر گھاس کا گٹھڑا ہے، ابھی مسجد میں داخل نہیں ہوئے ہیں، کان میں محبوب ﷺ کی آواز پڑتی ہے، بیٹھ جاؤ، تو اسی حال میں بیٹھ جاتے ہیں کہ مسجد کے دروازے کے باہر ایک قدم ہے۔ لوگ حیران ہیں۔ جواب دیتے ہیں میرے آقا ﷺ کی آواز کان میں آئی بیٹھ جاؤ تو میں بیٹھ گیا۔ کیا دوسرا قدم اندر داخل کر کے آقا ﷺ کی نافرمانی کرتا؟

یہ انوکھے، نرالے، بے مثل لوگ، حیات انسانی کی وہ کونسی گتھی ہے جو انھوں نے آقائے دو جہاں سے سیکھ کر نہ سلجھادی ہو۔ براہ راست نور نبوت کی کرنوں سے سجے چمکتے دمکتے یہ لوگ دنیا کے چپے چپے پر ایمان کے بیج لے کر پہنچ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے اپنا مشن پورا فرمایا اور روئے زمین کے ہر حصے پر محبوبِ خدا کا دین پہنچ کر عظیم الشان عالم اسلام وجود میں آ گیا۔ اللہ اکبر

ہر نبی علیہ السلام کو بہترین حواری نصیب ہوئے لیکن حضرت محمد ﷺ کو ایسے انوکھے ساتھی اتنی بڑی تعداد میں عطا فرمائے گئے کہ دنیا کا کونہ کونہ ان چراغوں سے مزین ہو کر جگمگا اٹھا۔ ایسی مکمل راہ نمائی جو بہترین عملی مثالوں کے ساتھ موجود ہے۔ کیا بوڑھا، جوان، بچہ، بچی، مرد، عورت سب کے لئے مکمل اجالا، مکمل راہنمائی، ہر رشتہ کو نبھانے کے بہترین انداز۔ اس فیصلہ کا حق واختیار کسی کو نہیں کہ کون سے صحابیؓ اور صحابیہؓ کا کیا نمبر اور درجہ ہونا چاہیے، کس کا پہلے اور کس کا بعد میں، یہ اختیار صرف رب کو حاصل ہے۔ ہمارے لئے سب "رضی اللہ عنہ" ہیں۔ سب روشنی کے بلند مینارے ہیں اور بس؟ اللہ کی جنت کے گوشے بھی تو کئی ہیں سب ایک سے بڑھ کر ایک ان شاء اللہ۔ جنت عدن، جنت ماویٰ، جنت عالیہ اور سب سے بڑھ کر جنت الفردوس۔ پھر حضرت محمد ﷺ کے گھر کے سامنے ان اصحاب کے گھر (جنت میں)۔ اس میراث کی تقسیم میرے رب کے ہاتھ میں ہے اور میرے رب کا وعدہ ہے کہ کبھی، کوئی بھی اس میراث کو چھوڑ کر واپس جانے کے لئے آمادہ نہ ہوگا۔ قرآنِ کریم کی تمام تر خوشخبریوں، درجات، انعام واکرام، اجر عظیم کا اوّلین مخاطب یہی گروہؓ ہے۔ اس کے بعد وہ اہلِ ایمان مرد وعورت جو درجہ بدرجہ " ان نقوش پا" پر چلے۔ رضی اللہ عنہُ و رَضو عنہُ۔ فخر موجودات سے محبت کے دعوے کرنے والو، آؤ کہ اتباع رسول میں، معیت نبیؐ میں اس جلیل القدر گروہ کی پیروی کریں اور اپنی محبت کی اپنے عمل سے گواہی دیں۔

غلبہ و اقامتِ دین کی جدوجہد کا حُدی خواں — تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا ترجمان

ماہنامہ **میثاق** لاہور

شمارہ فروری 2014ء — ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ

اجرائے ثانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

مشمولات

اُسوۂ حسنہ ﷺ: دنیوی اور اُخروی کامیابی کی کلید — ایوب بیگ مرزا

اسلامی اخوت اور خونِ مسلم کی حرمت — ڈاکٹر اسرار احمدؒ

۱۲ ربیع الاول کے جلوس کی حقیقت — پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

بارات اور جہیز کا تصور — حافظ صلاح الدین یوسف

اسلام کا تصورِ حیا اور ویلنٹائن ڈے — ڈاکٹر گوہر مشتاق

محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ''بیان القرآن'' باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے!

☆ صفحات: 100 ☆ قیمت فی شمارہ: 25 روپے ☆ سالانہ زرتعاون (اندرون ملک) 250 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور 36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ حلقہ لاہور ٹاؤن شپ تنظیم کے رفقاء حبیب الرحمٰن اور عتیق الرحمٰن کے والد قضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔

☆ حویلی لکھا اسرہ کے رفیق گلزار فہیم کے والد وفات پا گئے۔

☆ بورے والا اسرہ کے رفیق محمد افضل کے والد وفات پا گئے۔

☆ بورے والا اسرہ کے رفیق داؤد احمد کے دادا جان انتقال کر گئے۔

☆ فقیر والی کے ایک منفرد رفیق عبدالسلام کے بھائی اس دار فانی کو چھوڑ کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

☆ تنظیم اسلامی گوجرانوالہ کے رفیق ڈاکٹر شفیق الرحمٰن کے والد محترم وفات پا گئے ہیں۔

☆ تنظیم اسلامی نارووال کے رفیق جناب طارق محمود سندھو کی والدہ محترمہ انتقال فرما گئیں۔

☆ تنظیم اسلامی سیالکوٹ شمالی کے رفیق جناب پرویز اکرام بھٹی کی خالہ محترمہ انتقال فرما گئیں۔

☆ اسلام آباد شرقی کے رفیق جاوید اقبال کی خوشدامن صاحبہ انتقال فرما گئیں۔

☆ راولپنڈی کینٹ کے رفیق غلام فرید کی والدہ وفات پا گئیں۔

☆ حلقہ کراچی شمالی کے ناظم تربیت جناب اویس پاشا قرنی کے دادا محترم وفات پا گئے۔

☆ گلستان جوہر 1 کے امیر جناب عارف جمال فیاضی کی خوش دامن صاحبہ (جو کہ چچی بھی تھیں) وفات پا گئیں۔

☆ مقامی تنظیم بہارہ کہو کے ملتزم رفیق جناب خالد محمود عثمانی رضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے۔

اللہ تعالیٰ مرحومین ومرحومات کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین

رفقائے تنظیم اور ندائے خلافت کے قارئین سے بھی دعائے مغفرت کی درخواست ہے

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

بہنوں، بیٹیوں اور ماؤں کے نام

انصار عباسی

امریکا سے تعلق رکھنے والے Pew Research Centre (جس کی رپورٹس کو عمومی طور پر دنیا بھر میں اہمیت دی جاتی ہے) کی ایک حالیہ رپورٹ کے مطابق سات مسلم اکثریتی ممالک بشمول پاکستان، مصر، سعودی عرب، ترکی، عراق، لبنان اور تیونس میں کیے گئے ایک سروے کے مطابق پاکستان میں اٹھانوے فیصد (98%) افراد گھر سے باہر نکلتے وقت عورت کو پردہ کی کسی نہ کسی صورت میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ صرف دو فیصد افراد ننگے سر عورت کے باہر نکلنے کے حامی ہیں۔ تفصیلات کے مطابق پاکستان میں رہنے والوں کی سب سے بڑی تعداد بتیس فیصد (32%) عورتوں کے لیے حجاب (سعودی برقعہ جس میں صرف آنکھیں نظر آتی ہیں) لے کر گھر سے نکلنے کے حامی ہیں۔ اکتیس فیصد (31%) پاکستانیوں کے رائے میں عورت کو ایرانی طرز کا برقعہ (جس میں چہرہ کا پردہ نہیں ہوتا) پہن کر گھر سے باہر نکلنا چاہیے۔ چوبیس فیصد (24%) پاکستانیوں کے رائے میں عورت کو کم از کم اسکارف پہن کر گھر سے نکلنا چاہیے۔ آٹھ فیصد (8%) پاکستانیوں کی رائے میں سر پر دوپٹہ لپیٹ کر عورت کو گھر سے باہر نکلنا چاہیے جبکہ دو فیصد (2%) کے خیال میں افغانی برقعہ پہن کر گھر سے باہر نکلنا چاہیے۔ پاکستان میں صرف دو فیصد افراد عورتوں کو بغیر سر پر دوپٹہ لیے باہر نکلنے کے حامی ہیں جبکہ ایسی تعداد سعودی عرب میں تین فیصد، عراق میں چار فیصد، مصر میں چار فیصد، تیونس میں پندرہ فیصد، ترکی میں بتیس فیصد اور لبنان میں سب سے زیادہ 49 فیصد ہے۔ یاد رہے کہ لبنان میں تقریباً چالیس فیصد کرسچن رہتے ہیں جبکہ وہاں مسلمان تقریباً 54 فیصد ہیں۔ اس سروے کے مطابق لبنان کے 51 فیصد لوگ جبکہ باقی مسلمان ممالک کی واضح اکثریت (پاکستان 98 فیصد، سعودی عرب 97 فیصد، ترکی 68 فیصد، عراق 97 فیصد، مصر 96 فیصد، تیونس 85 فیصد) پردہ کی کسی نہ کسی حد کے ساتھ عورت کے باہر نکلنے کی حامی ہے۔ اس سروے نے ایک مرتبہ پھر مسلمانوں کی اسلام اور اسلامی شعائر سے محبت کو ثابت کیا مگر افسوس کہ پاکستان کا میڈیا اس سروے رپورٹ کو ہی پی گیا۔ میں نے اس رپورٹ کی خبر کسی اخبار میں پڑھی اور نہ ہی کسی ٹی وی چینل پر سنی۔ ٹاک شوز میں تو اس کا کوئی ذکر ہی نہیں۔ ذکر بھی کیوں ہوتا اس سے ریٹنگ تھوڑے ہی ملتی ہے۔ ریٹنگ تو ایسے سروے سے ملتی ہے جو فحش افراد کے متعلق ہو، جو فحاشی کو پھیلائے۔ ویسے تو ہر گھٹیا سروے کی خبر ہمارے میڈیا کو مل جاتی ہے مگر PEW کے اس سروے سے ہم کیوں اس قدر بے خبر رہے۔ مجھے یاد ہے کہ کچھ عرصہ قبل PEW کا ایک اور سروے جس میں دنیا بھر کے مسلمانوں کی بہت بڑی اکثریت نے اسلامی قوانین اور شریعت کے نفاذ کے حق میں بات کی تھی، وہ بھی عمومی طور پر ہمارے میڈیا کو نظر نہیں آیا۔ میں حیران ہوں اگر میڈیا کو کسی اداکارہ یا ماڈل کی اس کے فیس بک پر فحش تصویریں چینلز پر چلانے اور اخبارات میں چھاپنے کو مل جاتی ہیں تو یہی میڈیا وہ سچ دیکھتے وقت کیوں اندھا ہو جاتا ہے جو اسلامی سوچ کے حق میں ہوتا ہے۔ اس سروے اور میڈیا کے کردار سے ہماری بہنوں، بیٹیوں اور ماؤں کو یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ مغربی کلچر اور اس سے متاثر ہمارا میڈیا عورت کی عزت اور اس کی حرمت کو تار تار کرنے پر تلا ہوا ہے۔ عورت کو پیسہ کمانے کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ اس مقصد کے لیے بے لباس بھی کیا جا رہا ہے۔ اب تو عورت کو نمائش کے طور پر مختلف شعبہ ہائے زندگی میں پیش کیا جاتا ہے۔ کبھی انسانی و نسوانی حقوق کے نام پر اور کبھی برابری کے نام پر بیچاری عورت کی بے حرمتی کی جا رہی ہے۔ ویسے تو عورت کو جائیداد میں حصہ دیا جاتا ہے اور نہ ہی اس سے اُس نرمی اور احسن طریقہ سے سلوک کیا جاتا ہے جس کی تعلیم ہمیں اسلام نے دی مگر آزادی، حقوق اور برابری کے نام پر عورت بیچاری کا خوب استحصال کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں عورتوں کے لباس کی ایک حد مقرر کر دی ہے جو فرض کے زمرے میں آتی ہے۔ مثلاً گھر سے باہر نکلتے وقت مومن عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے اوپر اوڑھنیاں (جس کے لیے قرآن کریم میں جلابیب کا لفظ استعمال ہوا ہے) گرالیں، جو نہ صرف ان کی پہچان کا ذریعہ ہو بلکہ انہیں تحفظ بھی فراہم کرے۔ اسی طرح بناؤ سنگھار کر کے گھر سے باہر نکلنے کی اسلام نے سخت ممانعت کی ہے اور اسے دور جاہلیت کا رواج قرار دیا ہے۔ مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے یہ لازم ہے کہ وہ اپنی نظروں اور شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ہی عورت کے لیے گھر کے اندر بھی لباس کی ایک حد مقرر کی ہے۔ جس کی تفصیل میں یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ اُس نے اپنے محرم اور نامحرم رشتوں کے سامنے کس طرح ظاہر ہونا ہے۔ ہماری بہت سی بہنیں، بیٹیاں اور مائیں اللہ تعالیٰ کی ان حدوں کی کھلے عام خلاف ورزی کرتے ہوئے ایسا لباس بھی زیب تن کر لیتی ہیں جو فحاشی کے زمرے میں آتا ہے۔ ایک حدیث مبارک کے مفہوم کے مطابق وہ عورت جو ایسا باریک لباس پہنے جس میں سے اس کا جسم نظر آئے، وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پا سکتی۔ ایسے میں اُن عورتوں کا کیا حال ہوگا جو نیم برہنہ لباس پہن کر ماڈلنگ، اداکاری، کیٹ واک کرتی ہیں۔ اپنے پردے اور اپنے حفاظت کی ذمہ داری اسلام نے عورت پر تو ڈالی ہی ہے لیکن جب اسلام مرد (باپ، بھائی، شوہر اور بیٹا) کو گھر کا سربراہ اور قوام قرار دیتا ہے تو کیا مردوں سے بھی اس بے حیائی اور اللہ کی حدود کی کھلم کھلا خلاف ورزی پر پوچھ نہ ہوگی؟؟ (بشکریہ روزنامہ ''جنگ'')

معمارِ پاکستان نے کہا

''اسلامی حکومت کے تصور کا یہ امتیاز ہمیشہ پیش نظر رہنا چاہیے کہ اس میں اطاعت اور وفا کیشی کا وجود اللہ کی ذات ہے جس کی تعمیل کا عملی ذریعہ قرآنِ مجید کے احکام اور اصول ہیں۔ اسلام میں اصلاً نہ کسی بادشاہ کی اطاعت ہے نہ پارلیمان کی، نہ کسی اور شخص یا ادارہ کی۔ قرآن کریم کے احکامات ہی سیاست و معاشرت میں ہماری آزادی اور پابندی کی حدود متعین کرتے ہیں۔ اسلامی حکومت، دوسرے الفاظ میں قرآنی اصول و احکام کی حکمرانی ہے اور حکمرانی کے لیے آپ کو لامحالہ علاقے اور مملکت کی ضرورت ہے''۔ (عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد کے طلبہ سے ملاقات)

سالانہ اجتماع میں شرکت

سعادتیں حاصل کرنے کا نادر موقع

شجاع الدین شیخ
امیر حلقہ کراچی شمالی

☆ اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلنے کی سعادت

ایک رفیق کا مطلوبہ وصف ہے کہ اُس کا جینا و مرنا اللہ تعالیٰ کے لیے ہو جائے۔ اجتماع کے لیے اللہ کی راہ میں نکلنا اِس وصف کا عملی مظہر ہے۔

☆ امیر تنظیم کی پکار پر لبیک کہنے کا عملی ثبوت

ہم نے بیعت کے ذریعہ عہد کیا ہے کہ امیر تنظیم کی بات سنیں گے اور مانیں گے۔ اجتماع میں شرکت اِس عہد کی پاسداری کا عملی ثبوت ہے۔

☆ جان اور مال سے جہاد کا ایک موقع

جان اور مال سے جہاد کرنا حقیقی مومن ہونے کا ثبوت ہے (الحجرات:15)۔ اجتماع میں شرکت جان اور مال سے جہاد کا ایک موقع ہے۔

☆ فکر تنظیم کی تازگی کا مؤثر ذریعہ

انقلابی فکر ہمارا نہایت قیمتی اور گرانقدر اثاثہ ہے۔ اجتماع میں شرکت اِس فکر کی یاد دہانی اور آبیاری کا نہایت مؤثر ذریعہ ہے۔

☆ تنظیم کے منہج اور لائحہ عمل کا اعادہ

غلبہ ٔ دین کی وہی جدوجہد نتیجہ خیز ہوگی جو منہجِ نبویؐ کے مطابق ہو۔ سالانہ اجتماع اِس حوالے سے اپنے لائحہ عمل کا جائزہ لینے کا موقع ہے۔

☆ عمل کے جذبہ کو بیدار کرنے اور بڑھانے کا موقع

قرآن و سنت کی روشنی میں ایمان افروز بیانات اور تحریکی ساتھیوں کی صالح صحبت جذبہ عمل کو نہ صرف بیدار کرتی ہے بلکہ تقویت دیتی ہے۔

☆ نظم کے تقاضوں پر عمل کرنے کی عملی مشق

”واسمعوا و اطیعوا“ کے احکامات پر عمل نظم کا لازمی تقاضا ہے۔ اجتماع میں نظام الاوقات کی پابندی یہ تقاضا پورا کرنے کی عملی مشق ہے۔

☆ انفرادی و اجتماعی معاملات زندگی کے لئے ہدایات کے حصول کا موقع

انفرادی و اجتماعی زندگی میں پاکیزہ ہدایات پر عمل ایک مبارک سعادت ہے۔ اجتماع ایسی ہدایات کے حصول کا موقع فراہم کرتا ہے۔

☆ اکابرین تنظیم کے تعارف اور اُن سے ملاقات کا موقع

بانیٔ محترم کے تربیت یافتہ ساتھیوں سے ملاقات ایمان افروز نعمت ہے۔ اجتماع میں شرکت اِس نعمت سے سرفراز ہونے کا ذریعہ ہے۔

☆ دینی ماحول میسر آنے کی وجہ سے مسنون آداب پر عمل کا موقع

پاکیزہ ماحول میں نیکیوں پر عمل آسان ہو جاتا ہے۔ اجتماع میں دوسروں کو نیکیاں کرتے دیکھ کر ہم بھی ایسا کرنے کی طرف مائل ہوتے ہیں۔

☆ گھر کے آرام و سکون کی قربانی کی مشق

غلبہ ٔ دین کی جدوجہد کے آئندہ مراحل میں گھر کی سہولیات کی قربانی کا موقع آ سکتا ہے۔ اجتماع میں شرکت اِس قربانی کی مشق کراتی ہے۔

☆ تحریکی ساتھیوں کے ساتھ وقت گزارنے کا موقع

اللہ ہی کے لیے محبت و دشمنی ایمان کی تکمیل کا مظہر ہے۔ اجتماع، اللہ ہی کے لیے محبوب ساتھیوں کی رفاقت کا موقع فراہم کرتا ہے۔

☆ دینی بھائیوں پر مال خرچ کرنے کا موقع

اللہ کے لیے کسی پر مال خرچ کرنے والے پر اللہ کی محبت واجب ہو جاتی ہے۔ اجتماع دینی بھائیوں پر انفاق کرنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔

☆ پورے ملک اور بیرون ملک کے رفقاء سے ملاقات کا موقع

ہر متحرک ساتھی، دوسرے ساتھی کے ایمان و عمل کو جلا بخشتا ہے۔ اجتماع میں بڑی تعداد میں تحریکی ساتھیوں کو دیکھ کر یہ جلا حاصل ہوتی ہے۔

☆ دیگر علاقوں کے رفقاء کے تجربات سے آگاہی کا موقع

مختلف علاقوں میں مختلف حالات و مشکلات میں رفقاء کام کر رہے ہیں۔ اُن کے تجربات کا علم کام کرنے کے نئے پہلو اجاگر کرتا ہے۔

☆ محنت و مشقت کا عادی ہونے کی مشق

مشقت کا عادی ہونا مشکلات میں کام آتا ہے۔ سفر، گھر سے دوری، موسم کی شدت، بے آرامی، طویل نشستیں، مشقت کا تجربہ کراتی ہیں۔

☆ انتظامی معاملات میں خدمت کرنے کا موقع

دینی کاموں کے لیے محنت ایک سعادت ہے۔ اجتماع کی تیاری، دوران سفر و دورانِ اجتماع ذمہ داریاں اِس سعادت کا موقع دیتی ہیں۔

☆ سفر اور اجتماع کی وجہ سے ایثار و قربانی کی عملی مشق کا موقع

دوسروں کے لیے ایثار اللہ کو بہت پسند ہے۔ دورانِ سفر و اجتماع دوسروں کی خدمت، اکرام اور آرام کا خیال اللہ کو خوش کرنے کا ذریعہ ہے۔

☆ احباب کو تنظیم کی دعوت اور فکر سے روشناس کرانے کا ذریعہ

احباب تک دعوت دین پہنچانا دینی ذمہ داری ہے۔ اِس کے لیے اجتماع میں مربوط انداز سے تنظیم کی دعوت و فکر کا بیان بہت مفید ہوتا ہے۔

☆ تحریکی لٹریچر اور دیگر مواد کی وسیع پیمانے پر دستیابی

تحریکی و فکری مواد دعوت و تربیت کے لیے ضروری ہے۔ اجتماع میں تنظیم اور انجمن کے مکتبہ جات پر یہ مواد رعایتی قیمت پر دستیاب ہوتا ہے۔

☆☆☆

The Good Cop switches roles: Another Sleight of Hand (Part II of II)

Ibn-e-Abdul Haq

Some of Shahbaz Sharif and his party's choice as caretaker CM, Najam Sethi's quotes on record include:

- 'Most journalists insist that this is America's war and not Pakistan's war and argue that if American troops were to withdraw from Afghanistan, the Taliban would simply melt away. "No Muslim can commit acts of terrorism against fellow Muslims", they insist. This is an example of misplaced thinking in Pakistan……. (address in WAN-IFRA conference)
- 'Allama Iqbal did not present a vision for Pakistan as a separate country at Allahbad address in 1930. Instead he asked for autonomous states with Muslim majority within an Indian federation...…..'
- 'Jinnah wanted to establish such a secular and constitutional state in which Islamic clergy and Sharia would have no role…….'
- 'Jinnah never even used the term "ideology" in any of his addresses. The phrase 'Pakistan Ideology' and Pakistan as an 'Islamic State' were largely defined by General Zia-ul-Haq during his Martial Law……..' (Blatant lie)
- 'During the migration at Independence, Muslims were equally guilty of committing atrocities against Hindu and Sikh populations……..' (Is there a psychiatrist in the studio?) (from Aapas Ki Baat)

And then the black day arrived when a smiling Shahbaz Sharif handed over the 'baton' to Mr. Sethi who settled in immediately in his new 'job'.

There are others backing Mr. Sharif's efforts to 'promote' instead of 'abolish' secularism, liberalism, vulgarity, and promiscuity in our country, with the broadcasting of uncouth and licentious Turkish Dramas on TV being only 'a minor case in point'. We quote from the following vocal elements of the so-called 'intelligentsia' of Pakistan who have put the barrel of their guns on Mr. Sharif's shoulders, with the latter agreeing gleefully to do their dirty work:

- There are successful models of secularism in the world. Pakistan has to choose among the American model, the French model or the Turkish model. But it cannot be a theocracy. **(Asma Jahangir, lawyer and human rights activist)**
- Secularism and liberalism have proven to be the most successful political systems in history of the world, so there is no need to give any further evidence in their favor. **(Amir Zia, Editor The News)**
- There are so many different religions and interpretation of those religions. The best way is to keep religion out of politics and the state. **(Yasser Latif Hamdani, author and columnist)**
- Religion may have been the political way of the old ages, but in the 21st century Pakistan needs a more liberal and secular approach to politics to compete with the world. **(Harris Khalique, poet and columnist)**
- In secular countries, Muslims have total freedom of religious practice. In Islamic countries, the minorities are treated badly. **(Pervez Hoodbouy, Professor at LUMS, whom even his students hate for foul-mouthing Islam and Pakistan.)**
- An Islamic state will lead to polygamy and brutal punishments, which are not acceptable in today's world. **(Ayesha (anti-army) Jalal, author and columnist)**
- Secularism gives freedom and enlightenment to the people, while religion takes it away. **(Professor Mehdi**

Hassan – with his trademark schoolboy scholarship at work)

- All secular countries of the world are developed and are morally more correct than 'Islamic States'. **(Almost all seculars, when running out of arguments)**
- Secularism brings peace to the world, which religion brings hatred. **(By this time, one can see the rage effusing from their mouths)**
- Pakistan's religious parties have not been able to help Pakistan develop, rather only caused extremism and terrorism. The only option now is for the secular parties to develop Pakistan. **(Our favorite one – terrorism and extremism had to jump in at some point!)**

We conclude on the note that CM Shahbaz Sharif, a member of the party that created Pakistan in 1947 to be a bit more retrospective and remember the following words of its founder, Quaid-e-Azam Muhammad Ali Jinnah – a plain and lucid aversion of the western worldview with no *Doublethink* or *Doublespeak* – from the speech he made during the opening ceremony of the State Bank of Pakistan where he famously said,

> **"I shall watch with keenness the work of your research organization in evolving banking practices compatible with Islamic ideas of social and economic life. The economic system of the West has created almost insoluble problems for humanity and to many of us it appears that only a miracle can save it from disaster that is not facing the world. It has failed to do justice between man and man and to eradicate friction from the international field. On the contrary, it was largely responsible for the two world wars in the last half century. The adoption of Western economic theory and practice will not help us in achieving our goal of creating a happy and contended people. We must work our destiny in our own way and present to the world an economic system based on true Islamic concept of equality of manhood and social justice."**

سلام تم پر

نعیم صدیقی

عجیب ہو تم، غریب ہو تم، صلیب پر مسکرانے والو!
—— سلام تم پر!
خوشی خوشی، سب سے آگے آگے، لپک کے مشہد کو جانے والو!
—— سلام تم پر!
بہ سایۂ تیغ ہائے براں، ترانۂ عشق گانے والو!
—— سلام تم پر!
لہو کے قطروں کے بیج بو کر، ہزار گلشن سجانے والو!
—— سلام تم پر!
نچوڑ کر دل، جگر سے روغن، چراغ محفل جلانے والو!
—— سلام تم پر!
اجل کی وادی میں راہیوں کو، بقا کی راہیں دکھانے والو!
—— سلام تم پر!
خموش سا حشر کر کے برپا، ہزاروں مردے جلانے والو!
—— سلام تم پر!
خدا کا پیغام دینے والو! خودی کا بادہ لنڈھانے والو!
—— سلام تم پر!
تمام جھوٹی خدائیوں کے صنم کدوں کو گرانے والو!
—— سلام تم پر!
تمہاری یادیں بسی ہیں دل میں افق کے اس پار جانے والو!
—— سلام تم پر!
عجیب ہو تم، غریب ہو تم، صلیب پر مسکرانے والو!
—— سلام تم پر!

(مرسلہ: قاضی عبد القادر، کراچی —— ماخوذ: ماہنامہ "چراغ راہ")

بسلسلہ سالانہ محاضراتِ قرآنی

Creation, Science & Islamic Cosmology

صدرِ مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ کی مایہ ناز تصنیف

''ایجاد و اِبداعِ عالم سے عالمی نظامِ خلافت تک تنزل اور ارتقاء کے مراحل''

میں پیش کردہ اعلیٰ علمی مباحث کی تشریح و تنقیح کے ضمن میں **سیمینار** کا انعقاد

ان شاء اللہ العزیز

2 فروری 2014ء، بروز اتوار، صبح 10:30 بجے

قرآن آڈیٹوریم 191-اتاترک بلاک،

نیو گارڈن ٹاؤن لاہور میں ہوگا

جس میں مندرجہ ذیل مشاہیر اہل علم اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں گے:

- ☆ ڈاکٹر منور اے انیس (پروفیسر/ڈین UMT`SAS لاہور)
- ☆ ڈاکٹر طارق مصطفیٰ (نامور ایٹمی سائنس دان، اسلام آباد)
- ☆ ڈاکٹر خالد حمید شیخ (سابق وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی، سابق ایڈوائزر Isesco Rabat)
- ☆ پروفیسر ڈاکٹر جاوید اقبال قاضی (پنجاب یونیورسٹی شعبہ زوآلوجی، لاہور)
- ☆ ڈاکٹر ابصار احمد (صدر مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور سابق صدر شعبہ فلسفہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور)

زیرِ انتظام:

سکول آف ایڈوانس سٹڈیز، یونیورسٹی آف مینجمنٹ اینڈ ٹیکنالوجی، لاہور

اور

مرکزی انجمن خدام القرآن، K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور، فون: 35869501-3

ع صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لیے! ☆ خواتین کی شرکت کا باپردہ انتظام ہے!